ہفت روزہ

۱۳
۳۸

# خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ شوال ۱۳۸۷ھ
۲۶ جنوری ۱۹۶۸ء

[illegible] مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

درسِ حدیث شریف

# اچھے بُرے کی پہچان

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
(مرتبہ: محمود احمد عارف)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ قَالَ فَسَکَتُوْا فَقَالَ ذَالِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنَا بِخَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ یُّرْجٰی خَیْرُہٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّہٗ وَشَرُّکُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّہٗ۔ (ترمذی)

ترجمہ؛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس جو بیٹھے ہوئے تھے تشریف لاکر کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا کیا مَیں تم کو جو تم میں اچھے بُرے ہیں نہ بتلاؤں۔ (کہ کون تم میں اچھا ہے کون بُرا)۔ صحابہ کرامؓ خاموش رہے۔ آپؐ نے یہی بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے سچے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں بتلایئے ہم میں کون اچھا کون برا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں بہتر وہ ہے جس سے بھلائی کی امید رکھی جائے، اور اس کی طرف سے شر کی توقع نہ ہو، اور اطمینان ہو۔ اور تم میں بدترین شخص وہ ہے کہ جس سے بھلائی کی امید نہ کی جاسکے اور شر کے بارے میں اطمینان نہ ہو۔

**تشریح:** جب آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک مرتبہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ارشاد فرمایا الا اخبرکم (الحدیث) یعنی کیا مَیں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں اچھا کون ہے اور برا کون۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سُن کر سناٹے میں آگئے۔ کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ عرض کرے کہ جی ہاں بتلا دیجیے کیونکہ ممکن ہے کہ وہی بُرا ہو اور کوئی بھی غیرت مند آدمی اپنی برائی کی تشہیر کو پسند نہیں کرتا۔ شریف آدمی نہ تو اپنی برائیوں کی تشہیر کو پسند کرتا ہے اور نہ خود دوسروں کی برائیوں کی تشہیر کرتا ہے اور مسلمان پر لازم بھی یہی ہے کہ برائیوں کو چھپائے اظہار نہ کرے۔ خواہ اپنی برائیاں ہوں یا دوسروں کی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ آدمی جس نے کسی مسلمان کے کسی عیب کو چھپا لیا تو ایسا ہے جیسا اس نے اس کو زندہ کر دیا۔ کیونکہ کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں انتہائی بے شرم اور بے حیا ہوتے ہیں اپنے عیوب اور گناہوں کو چھپانے کی کوشش ہی نہیں کرتے مثلاً کھلم کھلا شراب پیتے ہیں، سرعام جوا کھیلتے ہیں تو ایسے لوگوں کی بات اگر بیان بھی کی جائے تو یہ غیبت نہیں ہوتی۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے گناہ تو ہو جاتے ہیں مگر وہ اپنے گناہوں پہ نادم و شرمسار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی برائیوں کو چھپانا چاہتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کا عیب اگر معلوم ہو جائے تو حکم ہے کہ اُسے ظاہر نہ کرو۔ اس کو بے شک سمجھا دو نصیحت کر لو مگر دوسروں کو ہرگز نہ بتاؤ۔ کیونکہ اپنی برائیوں کا اظہار انہیں پسند نہیں۔ اظہار و تشہیر سے انہیں دکھ ہوگا، غیرت مٹے گی۔ بلکہ تیسری قسم لوگوں میں ایسی بھی ہوتی ہے کہ عیب ظاہر ہو جانے کے بعد شرم کے مارے خودکشی کر بیٹھتے ہیں۔ اس لیے ایسے لوگوں کے عیب کو چھپانا ایسی نیکی ہے جیسے ان کو زندگی بخش دی — مؤخر الذکر دونوں قسم کے آدمیوں کی برائیاں ظاہر کرنا غیبت کہلاتی ہے جو ایک سنگین جرم ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی کی غیبت نہ کرو۔ اور اگر کسی کو غیبت کرتے دیکھو تو اس کو بھی روک دو۔ اور فرمایا جو غیبت سے روکتا ہے اللہ کے ذمہ ہے کہ اُسے آگ سے آزاد فرما دے۔ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّعْتِقَہٗ مِنَ النَّارِ۔

شریعتِ مطہرہ نے جس طرح غیروں کی برائیوں کے اظہار و تشریح سے روکا ہے۔ اسی طرح اپنی غلطیوں اور برائیوں کی تشہیر سے بھی منع فرمایا ہے تاکہ برائی نہ پھیلے۔ نہ کانوں میں بات پڑے نہ دل میں اترے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے اندر کی خرابی بھی ظاہر نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب خدا تعالٰے نے تمہارے پردے کو رکھا ہے تو تم کیوں کفرانِ نعمت کرتے ہو۔ یعنی اللہ نے تو احسان کیا ہے کہ تمہارے گناہوں کو چھپایا ہے تم کیوں ظاہر کرتے ہو کیوں کفرانِ نعمت کرتے ہو۔

اس لئے صحابہ کرامؓ اس بات سے گھبرا گئے کہ شاید ان میں کچھ عیب ہوں۔ اور جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ فرمایا کہ مَیں تمہیں بتاؤں کہ تم میں بُرا کون اور اچھا کون ہے؟ تو کسی نے بھی شرم کے مارے دریافت نہ کیا۔ آپؐ نے پھر دوبارہ اور سہ بارہ ارشاد فرمایا جس سے ایسا اندازہ ہوتا تھا کہ گویا آپ کی یہ خواہش ہے کہ صحابہؓ پوچھیں۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خواہش کو بھانپتے ہوئے صحابہؓ نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا۔ خَیْرُکُمْ مَنْ یُّرْجٰی خَیْرُہٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّہٗ۔ بہترین آدمی وہ ہے جس سے بھلائی کی توقع کی جائے اور اس کے شر سے اطمینان حاصل ہو۔ اور وَشَرُّکُمْ مَنْ لَّا یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّہٗ۔ یعنی بدترین شخص وہ ہے کہ جس سے خیر کی توقع نہیں، اور اس کے شر سے امن حاصل نہیں۔ گویا اچھا اور برا معلوم کرنے کا ایک ضابطہ اور پیمانہ بتلا دیا۔ جس سے ہر آدمی کو جانچا جا سکتا ہے۔

ہر آدمی کو چاہیئے کہ وہ کسی کو نہ ستائے، کسی کی برائی ظاہر نہ کرے جہاں تک ہو سکے بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچائے تاکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۲۵ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۱۹۶۵ء | شمارہ ۳۸

## ابتدائی انتخابی مرحلہ

# احتیاط کی ضرورت کیوں؟

پاکستان کے چیف الیکشن کمشنر مسٹر فاروقی نے کہا ہے کہ ملک میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کے لیے الیکشن کمیشن سیاسی جماعتوں کی تجاویز کا خیر مقدم کرے گا۔ اور اس معاملہ میں حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کے راہنما کسی وقت بھی ان سے رابطہ قائم کر کے شکایات کا ازالہ کرا سکتے ہیں۔ لیکن کمیشن از خود کسی جماعت کے راہنما کو اس مقصد کے لئے طلب نہیں کرے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آئندہ انتخابات کسی خاص پارٹی یا فرد سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ یہ سارے ملک کے انتخابات ہیں اور اس سلسلہ میں عوام کو اعتماد میں لینا چاہیے۔

چیف الیکشن کمشنر نے انتخابات کی فہرستیں اور دیگر امور کی تیاری سے قبل جس "احتیاط" کی نشاندہی کی ہے وہ توجہ طلب ہے۔ واقعی ملک کی سیاسی جماعتوں کو صورتِ حال کی نزاکت اور کام کی اہمیت کا شدید احساس کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی بے توجہی اور عدم دلچسپی کے باعث بہت سے ضروری امور تشنۂ تکمیل رہ جائیں اور انتخابی مرحلہ میں جب ان قباحتوں اور خرابیوں کے ازالے کی ضرورت محسوس ہونے لگے تو اس وقت تدارک کی راہیں مسدود ہو جائیں!

چیف الیکشن کمشنر کے اس اعلان کے بعد پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں پر لازم ہے کہ وہ کوئی اجتماعی فارمولا تیار کریں جس کی روشنی میں آئندہ انتخابات کم سے کم حد تک "دھاندلیوں" اور "خویش نوازیوں" سے محفوظ رہ جائیں۔ اور سرکاری مشینری کے لئے حسبِ سابق من مانی کارروائیوں کے مواقع فراہم نہ ہو سکیں۔

علاوہ ازیں آئندہ انتخابات کے ابتدائی انتخابی مرحلہ میں اس دفعہ خصوصیت کے ساتھ احتیاط کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ چیف الیکشن کمشنر ایک ایسے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جس پر پاکستانی عوام کو اعتماد نہیں ہے۔ اور پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس فرقہ کے ذمہ دار افراد نہایت اہم کلیدی آسامیوں پہ قابض ہو گئے ہیں جن میں سے پاکستان کا منصوبہ بندی بورڈ اور الیکشن کمیشن خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

انتخابات میں کامیابی کے دیگر محرکات میں کسی امیدوار کے لئے اس کی حسبِ منشاء حلقہ بندی بھی اہم اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس الیکشن کے لئے اگر "اس فرقہ" کے افراد اپنے "تصرف اور تسلط" یا عہدہ و منصب سے ناجائز فائدہ اٹھا کر پاکستان کے مختلف علاقوں میں اپنی حسبِ منشاء حلقہ بندی کرا لیں تو انتخابی مرحلہ میں اہلِ اسلام کا "واویلا" اور "فریاد" کیا حیثیت رکھے گی؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کے کروڑوں مسلمان خوابِ غفلت ہی میں نہ پڑے رہیں بلکہ پوری حاضر دماغی اور بیداری کا مظاہرہ کر کے اس فرقہ کی نقل و حرکت اور ان کی انتخابی دلچسپیوں کی مکمل نگرانی رکھیں، اور جہاں جہاں "خطرے کے نشانات" نظر آئیں ان سے ملّتِ اسلامیہ کو آگاہ اور صدرِ مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کو مطلع اور باخبر کیا جائے تاکہ بقولِ علامہ اقبالؒ ملک و ملّت کے "غدّاروں" اور چور دروازہ سے اسمبلیوں میں داخل ہو کر فتنہ انگیزی کے مواقع میسّر نہ آ سکیں۔

---

## جدید وسائل مہیّا کیجئے!

گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسےٰ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا معائنہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ علماء کرام کو عہدِ جدید کے تقاضوں سے باخبر رہنا چاہئے اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ایسے نئے طریقے اختیار کرنے چاہئیں جو جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے قابلِ قبول اور مؤثر ہوں۔

گورنر صاحب نے جس تعلیمی ادارہ میں یہ بات فرمائی ہے اس کی بنیاد ہی اس مقصد کی تکمیل کے لئے رکھی گئی ہے کہ علماء، خطباء اور آئمہ مساجد کو باقاعدہ تعلیم دے کر اس لائق بنایا جائے کہ وہ محکمہ اوقاف کی زیرِ تحویل مساجد اور خانقاہوں میں تبلیغ اسلام کی خدمت اعلیٰ پیمانے پر انجام دے سکیں۔

اگرچہ یہ ادارہ بھی اپنے دائرۂ اختیار میں اچھی خدمات انجام دے رہا ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ پاکستان میں ایک تربیتی مرکز ایسا قائم کیا جائے جس میں مختلف مدارس عربیہ سے فارغ ہونے والے علماء کرام کو فنِ خطابت اور جدید مسائل سے پوری طرح واقفیت پیدا کرائی جائے اور تبلیغ اسلام کے میدان میں ان کے لئے ایسے وسائل و ذرائع مہیّا کئے جائیں جو مختلف ممالک میں عیسائی مشنریوں کو حاصل ہیں۔ اس کے بعد ان سے اپنے مطلوب اور معیار کی توقع صحیح ہو سکتی ہے۔ محض خرابیوں کی نشاندہی کر دینے سے ہی اس کا ازالہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ کوئی متبادل تجاویز اور مثبت پہلو اختیار کرنے سے ہی خرابیوں

(باقی صفحہ ۶ پر)

مجلس ذکر

۱۰ ارشوال المکرم ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۱ر جنوری ۱۹۶۸ء

# ذکرُ اللہ کی اہمیت

## (قرآن وسنت کی روشنی میں)

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم العالیہ : مرتبہ: حافظ محمد سلیمان ایبٹ آبادی۔

ذکر تمام عبادتوں سے بڑی عبادت ہے۔ ارشاد فرمایا رب العالمین نے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط بلکہ باقی عبادات ذکر ہی کے لئے کی جاتی ہیں۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ط نماز میں کیا پڑھتے ہیں۔ تسبیح، تحمید، تکبیر، قرآن پڑھنا یہ سب ذکر ہی تو ہے۔ ارشاد فرمایا۔ میرا ذکر زیادہ کیا کرو۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا۔ مسلمان کو ہر وقت ذکر کرنے کی تلقین اور حکم فرمایا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کوئی نیک کام، کوئی ایسا کام جو شریعت کے مطابق ہو شروع کرو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو یعنی اللہ کا نام لے لیا کرو۔ عالم اسباب میں بھی تمہارا اعتماد سبب پر نہ ہو۔ اعتماد اللہ کی ذات پر ہو۔ اس لئے کہ سبب اسی وقت کارگر ہو سکتا ہے جب اللہ چاہیں ورنہ اسباب دھرے رہ جاتے ہیں۔ پیاسے کی پیاس پانی سے اس وقت بجھ سکتی ہے جب اللہ چاہیں بھوکے کی بھوک کھانے سے اس وقت ختم ہو سکتی ہے جب اللہ چاہیں، اس لئے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے ہر وقت اللہ کی یاد وردِ زبان رہے۔ مختلف اوقات کی مختلف دعائیں یہ اللہ کا ذکر ہی تو ہیں۔ زبان، دل، اعضاء جوارح۔ ایک وقت آتا ہے سب اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ لوگ تو بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ رب العزت نے آپ کو وقت کے ایک کامل ولی کی صحبت نصیب فرمائی اس تعلق کو معمولی نہ سمجھیں۔ تعلق کا مقصد اللہ کی یاد کی طرف، اللہ کے ذکر کی طرف مائل کرنا ہے تاکہ رب تعالے سے تعلق جُڑ جائے۔ ذکر کی کئی قسمیں ہیں۔ لسانی، قلبی سِرّی، جہری، نفسی۔ مقصد سب سے یہی ہے کہ انسان کسی وقت بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ ہماری پنجابی زبان میں مثال مشہور ہے "ہتھ کار وَل، دل یار وَل" اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو دم غافل سو دم کافر، اتنا ملکہ پیدا ہو جاتے کہ دل و دماغ، رگ و ریشہ میں ذکر سرایت کر جائے۔ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ۔ یہاں تک کہ تصوّر و تخیّل کی دنیا میں بھی ذکر ہونے لگے۔

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے اپنے بعض بندوں کو جب نیکیوں کا اجر عطا فرمائیں گے تو فرشتے عرض کریں گے۔ یا اللہ! فلاں نیکی جس کا اجر اس بندہ کو دیا جا رہا ہے۔ اس کے نامۂ اعمال میں تو موجود نہیں۔ حالانکہ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ۔ اس نے منہ سے جو کچھ نکالا ہم نے لکھ لیا۔ اللہ تعالے فرمائیں گے کچھ عبادات ایسی بھی ہیں جن کی خبر، اے میرے فرشتو! تمہیں بھی نہیں۔ تم تو جب لکھتے اگر یہ کچھ بولتا۔ یہ میرا بندہ دکان میں، دفتر میں بیٹھے، کھیتی باڑی کرتے، تصور و تخیل کی دنیا میں میرا ذکر کرتا رہا۔ میرے دوستو اور بزرگو! یہی نہیں کہ انسان مسجد ہی میں یا نماز کے وقت یا صبح و شام ہی ذکر کرے بلکہ ہر وقت اللہ کی یاد دل و دماغ، تصوّر و تخیل میں مستحضر ہو۔ بات وہی ہے۔ دست بکار دل بیار۔

موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالے نے نبوّت سے سرفراز فرمایا تو گذارش کی اے رب العالمین! میرے بھائی ہارون کو بھی نبوت سے نوازیں۔ حکمت یہ بیان کی۔ کَیْ نُسَبِّحَكَ کَثِیْرًا وَّ نَذْکُرَكَ کَثِیْرًا۔ جب ہم دو ہو جائیں گے تو تیری تسبیح، تیرا ذکر زیادہ کریں گے — دیکھئے مجلس ذکر قرآن سے ثابت ہوئی کہ نہ۔ فرمایا۔ موسیٰ! جاؤ تم دونوں کو دعوت الی اللہ دو۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم دو ہو اور وہ پوری حکومت اور سلطنت کا مالک ہی نہیں بلکہ خدا بنا بیٹھا ہے — لیکن میں تمہیں ایک ہتھیار دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ط میرے ذکر میں کوتاہی نہ کرنا۔ دیکھا! عالم اسباب میں بھی ذکر ضروری ہے۔ اللہ کے ذکر سے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی چھٹی نہیں۔ اللہ تعالے کی یاد، اللہ کے ذکر میں وہ قوت، وہ برکت، وہ نورانیت ہے کہ جس سے دنیا ہی نہیں سب جہانوں میں انسان کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے — وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَهُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ اللہ تعالے کا وعدہ ہے۔ امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں یہ بات انہوں نے اپنی ڈائری میں لکھی ہے۔ کہ میں جب اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرتؒ نے مجھے ذکر تلقین فرمایا۔ تو تیسرے دن میرے قلب کی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ ماسوا اللہ کا خوف میرے دل سے نکل چکا تھا۔ میں اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتا تھا — دیکھا۔ اللہ کے نام کی برکت سے اتنی قوت آ گئی۔ جب حضرت سندھیؒ کو اللہ کے ذکر سے یہ قوت نصیب ہوئی تو پھر حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے کیونکر کسی قسم کا خوف ہو سکتا تھا

تو دوستو! یہ مجالس ذکر بڑی رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ ہیں اللہ کے ولیوں کے پاس جانا، ان کی جوتیاں اٹھانا، ان کی صحبت میں رہنا۔ اس میں جتنے فوائد ہیں انفرادیت کے ساتھ آپ نیکی بھی کریں اس میں اتنا رنگ نہ ہوگا۔ اسی لئے فرمایا ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

رئیس المؤرخین مولانا سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت تھانویؒ سے بیعت ہونے کے بعد مجھ پر وہ رحمت کے دروازے کھلے جو بغیر تعلق کے خدا معلوم کھلتے یا نہ! جب اتنے بڑے بڑے علماء کا یہ حال ہے تو میرے بزرگو اور دوستو! ہم جیسے گنہگار، شیخ کے بغیر کس طرح رہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کو تا ابد تابندہ رکھے۔ حضرتؒ کی روحانی برکات ہم سب کو نصیب کرے۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔



۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء

# مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت و محبت

## سے پیش آنے والے کو

# خود اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

ترجمہ: اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

بزرگانِ محترم! احسان کا لفظ یہاں عام ہے اس میں کسی کی تخصیص نہیں کیونکہ مخلوق ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شفقت و محبت سب پر ہے اگرچہ مدارج مختلف ہوں اور ثواب کا فرق ہو۔

## تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے

حدیث شریف میں آتا ہے:۔

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الیٰ عیالہ۔ (مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ)

ترجمہ: تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ وہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان کرے۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَا یُرْحَمُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ

ترجمہ: جو کوئی خود رحم نہیں کرتا اُس پر بھی رحم نہ کیا جائے گا۔

دوسرے مقام پر آپؐ کا ارشاد ہے:۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ جس کا حالی مرحوم نے ان الفاظ میں ترجمہ کیا ہے ؎

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

ترمذی شریف میں آیا ہے ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ اَرْحَمَ بِعِبَادِہٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِھَا۔

ترجمہ: کیا اللہ کا پیار اپنے بندوں کے ساتھ اُس پیار سے زیادہ نہیں جو ماں کو اپنے بچے کے ساتھ ہوتا ہے؟ فرمایا۔ بالکل درست ہے۔

**حاصل** یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے اور وہ ان بندوں کو پسند فرماتا اور دوست رکھتا ہے جو مخلوقِ خدا کے ساتھ احسان اور شفقت و محبت کا برتاؤ کریں۔

محترم حضرات! اب چونکہ ساری مخلوقات میں سب سے اشرف درجہ انسان کا ہے اور ان میں مومن و مسلم امتیازی شان رکھتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ احسان کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا موجب ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں فرمانِ نبویؐ ہے:۔

"جب تک ایمان نہیں تب تک جنت میں داخلہ نہیں ہو گا اور جب تک آپس کی محبت نہیں تب تک ایمان نہیں۔" (رواہ مسلم، ابوداؤد و ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

ابو داؤد شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندگانِ خدا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ نبی ہیں، نہ شہید۔ مگر ان کا درجہ جو اللہ کے ہاں ہے اُس کی وجہ سے نبی اور شہید بھی ان کو چاہت کی نظروں سے دیکھیں گے۔ لوگوں نے پوچھا۔ حضورؐ! وہ کون ہیں؟ فرمایا۔ یہ وہ محبت کرنے والے ہیں جن کی باہمی محبت صرف للّٰہیت پر ہے۔ قرابت یا مال و زر کی داد و ستد پر نہیں۔ اُن کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے۔ جب سارے لوگ غم و اندوہ میں ہوں گے۔ مگر ان کو نہ غم ہو گا نہ حزن۔ بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ الآیہ تلاوت فرمائی۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ مسلم مسلم کا بھائی ہے۔ وہ نہ اسے رسوا کرے نہ جھٹلائے، نہ ظلم کرے۔ تم ایک دوسرے کے لئے مثل آئینہ ہو۔ اگر اپنے بھائی میں کوئی تکلیف وہ بات دیکھو تو اُسے دُور کر دو۔

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جس نے مسلمان بھائی کی عزت کو بچایا اللہ تعالیٰ اُس کے چہرہ کو آتشِ دوزخ سے بچائے گا۔

مسلم شریف، ترمذی شریف اور ابو داؤد شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص کسی مومن کی دنیوی تکلیف دُور کرتا ہے اللہ قیامت کے دن کی تکلیف کو اس سے دُور کرے گا۔ جس نے کسی تنگدست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے

معاملات آسان فرمائے گا۔ جس نے کسی مسلم کی عیب پوشی کی اللہ اس کے عیوب پر دنیا و آخرت میں پردہ ڈالیگا اور اللہ بندہ کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔

**خلاصہ** یہ ہے ولایت ربانی کو باہمی محبت ایمانی کا ثمرہ قرار دیا گیا ہے اور مومن و مسلم سے حسن سلوک کرنے والے سے دنیا و آخرت میں امداد کا وعدہ کیا گیا ہے۔

## یتیموں سے حسن سلوک

یتیم کے متعلق حضورؐ کا ارشاد ہے جو شخص از راہِ شفقت و محبت یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اس کے لئے ہر بال کے عوض جن پر ہاتھ پھیرا ہے بے شمار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

صحیح بخاری میں سہلؓ بن سعد سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں میں اور یتیم کا خبر لینے والا ایسے ہوں گے۔ جیسے یہ دو انگلیاں (شہادت اور درمیانی انگلیوں میں ذرا سا فرق دکھلا کر سمجھایا کہ اس طرح)

دوسری جگہ فرمایا۔ کہ جو شخص کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے کی طرف بلاوے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیتے ہیں۔

## ہمسائے کے ساتھ محبت و شفقت

صحیح بخاری میں ہے کہ جس کی فتنہ پردازی سے ہمسایہ مامون نہیں وہ صاحب ایمان ہی نہیں۔ نیز جس کی فتنہ پردازی سے ہمسایہ کو چین نہیں وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھاتے۔ لیکن اس کا ہمسایہ بھوکا ہو وہ مومن نہیں۔

## بیوہ اور مسکین کے کام آنے والا

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیوہ عورتوں۔ اور مسکین لوگوں کے کام کاج کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے جیسا ہے۔

ابو داؤد میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا الصلوٰۃ الصلوٰۃ اتقوا اللہ فی ما ملکت ایمانکم۔ نماز، نماز اور لونڈی غلاموں کے متعلق اللہ کا تقویٰ۔

## نابینا سے سلوک کرنے والا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اندھے آدمی کو پکڑ کر چالیس قدم لے کر چلے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اندھے کو مسجد یا اس کے گھر یا کسی اور کام کے لئے پکڑ کر لے چلے اس کے لئے ہر ہر قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور جب تک وہ اندھے کے ساتھ رہتا ہے فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔

## حضرت فاروق اعظمؓ نے بے رحم کو گورنر نہ بنایا

کیمیائے سعادت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں ایک شخص کو کسی علاقہ کا حاکم مقرر فرمایا اور اس کے لئے دستی حکم نامہ لکھنا شروع کیا۔ ابھی تحریر ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک چھوٹا سا بچہ آکر آپ کی گود میں بیٹھ گیا۔ آپ اس سے پیار کرنے لگے تو وہ شخص بول اٹھا کہ اے امیر المومنین! اس بچے جیسے میرے دس بچے ہیں مگر کیا مجال کہ کوئی بچہ میرے پاس آکر تو پھٹک جاتے۔ آپ نے یہ الفاظ سن کر اسی وقت وہ حکمنامہ چاک کر دیا اور اس کا تقرر منسوخ کرکے فرمایا کہ جب تمہیں اپنی اولاد پر رحم نہیں تو رعیت پر کیا رحم کروگے۔ تو اس قابل نہیں کہ تجھے حاکم بنایا جائے۔

انسانوں کے بعد حیوان آتے ہیں۔ اور اسلام نے ان کے ساتھ بھی حسن سلوک اور شفقت کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن باقی مخلوق چونکہ انسان کے فائدے کے لئے ہے اس واسطے جہاں اس سے فائدہ مطلوب ہو اس سے فائدہ اٹھانا بھی اس پر احسان ہے۔ لیکن اس پر سختی کی ممانعت ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ ڈال لو، پانی پلا لو، دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرو۔ اور کند چھری سے ذبح نہ کرو۔

دوسرے حیوانات پر حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان سے ضرورت سے زیادہ کام نہ لینا چاہئے۔ کھڑے ہوئے جانور پر سوار نہ رہنا چاہئے۔ ان کو چارہ وغیرہ پوری مقدار میں دینا چاہئے جانوروں کو بھوکا نہ مارنا چاہئے۔ غرضیکہ تمام مخلوق خدا کی راحت و آرام کا خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ وہی ہے جو اللہ کی ساری مخلوق پر رحم و شفقت اور احسان سے پیش آئے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

## بقیہ: ادارتی نوٹ

کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

ہمیں توقع ہے کہ جناب گورنر صاحب صورت حال کے اس پہلو پر خصوصی توجہ دیں گے۔

## دعائے صحت

بعض دوستوں سے پتہ چلا ہے کہ حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کافی دنوں سے صاحب فراش ہیں اور کمزوری کی وجہ سے چلنے پھرنے تک سے معذور ہیں۔ ادارہ "خدام الدین" اپنے قارئین کرام سے درخواست کرتا ہے کہ وہ انتہائی خلوص ومحبت اور خضوع وخشوع سے حضرت مدظلہ، کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

## اردو میں تقریر

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ ۲۶ر جنوری بروز جمعہ ۹ بجے شب ریڈیو پاکستان لاہور سے "اسوۂ حسنہ" کے موضوع پر اردو میں تقریر نشر فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

## نتائج امتحان وفاق المدارس العربیہ

تمام مدارس وطلبہ کو اطلاعاً عرض ہے کہ وفاق المدارس العربیہ کے امتحان کے نتائج انشاء اللہ شوال المکرم ۸۷ھ کے آخر میں پہنچ جائیں گے۔

(ناظم وفاق المدارس العربیہ)

# ضرورتِ حدیث

تقریر: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

## تمہید

میرے بھائیو اور بزرگو! میں اپنے گزشتہ درس میں عرض کر چکا تھا کہ درسِ حدیث کا باقاعدگی سے افتتاح ہمارے روحانی اور دینی پیشوا، ہمارے شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین مولانا محمد عبید اللہ انور دامت برکاتہم فرمائیں گے۔ یہ ساری کی ساری محبتیں اور یہ سارے کے سارے لگاؤ انہی بزرگوں کا طفیل ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گُل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

ہم جیسے بدکار، اور درسِ قرآن دینا اور درسِ حدیث دینا اور اس دین کی طرف مائل ہونا، حقیقی بات ہے۔ یہ ہمارے ماں باپ کی دعاؤں، اُن کی نیک تربیت اور ہمارے مشائخ کی روحانی تربیت کا اثر ہے اللہ اُن سب کی قبروں کو پُرنور فرمائے اور اللہ آپ حضرات کو بھی ایسے شیوخ سے تعلق اور واسطہ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## ترتیب حدیث عہد نبوی ہی میں شروع ہو چکی تھی

میں پچھلے درس میں عرض کر رہا تھا میرے بزرگو کہ حدیث ایسے نہیں جیسے کہا جاتا ہے بلکہ حدیث کا مجموعہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں مرتب ہو چکا تھا۔ جیسے کہ شبلی نے فرمایا کہ حضورؐ کے زمانے میں جو مجموعہ مرتب ہوا تھا۔ اُس کا نام تھا "صادقہ" ——— سچی بات ——— تو حضورؐ کی بات بھی تو سچی بات ہی ہے کیونکہ یہ بھی قرآن کی ہی روشنی میں کہی جاتی ہے۔ پھر علمِ حدیث، جہاں جہاں مسلمان گئے ساتھ ساتھ جاتا رہا۔ آخر مسلمان جہاں گیا قرآن ساتھ لے کر گیا۔ کہ نہیں گیا؟ تو قرآن ساتھ گیا تو حدیث بھی گئی جہاں قرآن پہنچا ہے حدیث ساتھ پہنچی ہے اور اتنی کثرت کے ساتھ پہنچی ہے کہ ہمارے ہاں میرے بزرگو حدیث کے حافظ بہت گذرے ہیں۔

## سندِ حدیث

قرآن کا حافظ اور ہوتا ہے
حدیث کا حافظ اور ہوتا ہے

قرآن کا حافظ وہ ہے جس کو تیس پارے قرآن مجید یاد ہو۔ اور حدیث کا حافظ کون ہوتا ہے؟ جسے ایک لاکھ حدیث یاد ہو سنداً و متناً۔ بات سمجھے؟ قرآن کا حافظ وہ ہے جو تیس پارے قرآن یاد کرے۔ حدیث کا حافظ کون ہے؟ جسے ایک لاکھ باتیں یاد ہوں نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنداً و متناً۔ سند بھی ساتھ اور متن بھی ساتھ متن کہتے ہیں کلام کو۔ سند کہتے ہیں سلسلہ اور نسبت کو۔ ہمارے اسلام میں چند باتیں ہیں جو مابہ الامتیاز ہیں دوسرے دینوں سے۔ اور بھی باتوں میں ہمارا دین ممتاز ہے لیکن چند باتوں میں تو بالکل ممتاز ہے سند اور نسب، یاد رکھو بات کو۔ اسلام دو باتوں میں باقی تمام دینوں سے ممتاز ہے۔ اور باتیں بھی ہیں۔ لیکن دو باتیں بڑی اونچی ہیں۔ سند اور نسب۔ مسلمان یہ بتا سکتا ہے (اللہ کرے کہ مسلمان اس عقیدے پر ہمیشہ کے لئے قائم رہے) ایک مسلمان بتا سکتا ہے کہ میرا سولہواں پڑدادا کون تھا۔ نسب، اسی لئے ہم خانوں میں کیا لکھتے ہیں؟ فلاں ولد فلاں، فلاں دخترِ فلاں، ہمارے اداروں میں آج تک دو خانے ہوتے ہیں (اللہ تعالیٰ یہ خانے قائم رکھے) بعض ملکوں میں یہ خانے ختم ہو چکے ہیں، صرف نام ہوتا ہے اور آگے اُس کا وطن ہوتا ہے۔ اب باپ کی ضرورت نہیں رہی ہے باقی۔ باپ کا نام لینا بھی عار سمجھا جاتا ہے۔

## تربیتِ اولاد کی اہمیت

میں اپنی بچیوں سے معافی کے ساتھ ایک قصہ عرض کرتا ہوں۔ چند دن ہوئے میں نے اخبار میں پڑھا کہ چند بچے کھیل رہے تھے (انگلستان کی بات ہے) تو ایک بچے کو اور بچوں نے طعنہ دیا کہ "جا! اُلو کے پٹھے، تیرا باپ نہیں ہے"۔ وہ گیا اپنی اماں کے پاس اور جا کر پوچھا "اماں جی! میرا باپ کون ہے"؟ وہ ہنس پڑی، کہنے لگی جا کر بیٹا ساتھیوں سے کہہ کہ میری ماں ابھی تک کنواری ہے یہ کہو جا کر۔ یہ تم کیا کہتے ہو! یہ عام ہے اللہ ہمیں شرم و حیا نصیب فرمائے، ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ کیا ہو رہا ہے؟ ہماری زندگی کس نہج پہ جا رہی ہے۔؟

یاد رکھو ماں باپ کو بھی پوچھا جائے گا۔ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا (تحریم ۶) اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اپنی اولاد کو جہنم سے بچاؤ۔ صحیح حدیث ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لڑکا لڑکی جوان ہو جائے اور اُس کا ماں باپ اُس کی شادی کا اور نسبت کا انتظام نہ کرے اور بالغ ہونے کے بعد جو گناہ اُس سے سرزد ہوگا یہ ماں باپ کے کھاتے میں پڑے گا۔ صحیح حدیث ہے۔ ماں باپ کے کھاتے میں پڑے گا۔ آج ہم کس طرح پھر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ مسلمانوں میں نسب اور سند یہ دو مابہ الامتیاز چیزیں ہیں۔ نسب، مسلمان یہ بتا سکتا ہے کہ میرا نسب فلاں ہے۔ میرے دادے کا یہ نام تھا، میری ماں کا یہ نام تھا۔ اور دوسری ہے سند۔ سند کا معنیٰ تعلیمی نسب مثلاً میں نے آپ کے سامنے جو حدیث پڑھی اس حدیث کے متعلق میں یہ کہوں گا۔ کہ میں نے اپنے شیخ، شیخ الاسلام حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے سُنی، انہوں نے اپنے شیخ محمود حسنؒ سے سُنی، انہوں نے اپنے شیخ محمد قاسم نانوتویؒ سے سُنی، انہوں نے اپنے شیخ مملوک علیؒ سے سُنی (رحمۃ اللہ علیہم) اور انہوں نے پھر آگے سُنی، حتیٰ کہ یہ سلسلہ پہنچ جائے کہاں تک؟ جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

حدیثیں ویسے ہی نہیں ہیں۔ دنیا کی کسی کتاب کی آپ سند بتا سکتے ہیں۔ ہم جو گوروں کی کتابیں پڑھتے ہیں، دنیا کے دوسرے لوگوں کی کتابیں پڑھتے ہیں، ہمارے کالجوں اور سکولوں میں جو داخل نصاب ہیں، کسی کتاب کے متعلق یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ کتاب اس نے لکھی، اُس نے کہاں سے پڑھی؟ اُس نے کہاں سے پڑھی؟ اُس نے کہاں سے پڑھی؟ نہیں۔ حدیث کے متعلق ہم بتا سکتے ہیں کہ میں نے مسلم فلاں سے پڑھی، اُس نے فلاں سے پڑھی، اُس نے فلاں سے پڑھی، اس نے امام الانبیاءؐ سے پڑھی۔ یہ ویسے ہی نہیں آگئیں۔

## معاصرت اور تلاقی کی شرط

امامِ بخاری تو فرماتے ہیں کہ معاصرت کے ساتھ تلاقی بھی شرط ہے۔ کیا مطلب؟ اگر میں یہ کہہ دوں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے، تو امام بخاری کہتے ہیں اتنی بات کافی نہیں ہے بلکہ یہ بات تب صحیح ہوگی کہ میری ملاقات بھی ہو چکی ہو۔ حضرت مدنی کے ساتھ، یہ احتیاطی چیزیں ہیں ویسے ہی نہیں ہیں۔ جیسا آجکل بعض بیہودہ قسم کے لوگ اعتراض کر رہے ہیں کہ حدیثیں ویسے ہی اٹھا کر لائے ویسے ہی کہاں سے اٹھا کر لائے! تم کہیں سے اُٹھا کر لائے کوئی باتیں۔ حدیث تو مستند اور سب سے محقق ذخیرہ ہے مسلمانوں کے پاس۔

## حدیثِ نبویؐ کی فضیلت

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں جہاں مسلمان پہنچے حدیثیں بھی پہنچتی گئیں اور مسلمانوں میں حدیث کی اشاعت پہ پورا زور دیا گیا، قرنِ اوّل میں، صحابہ کے دور میں، صحابہ نے درسِ حدیث قائم کئے۔

امام مالک تابعی ہیں، آپ نے درسِ حدیث قائم کیا، تمام آئمہؒ نے درسِ حدیث قائم کئے، حدیثیں پڑھیں اور اتنے شعور کے ساتھ پڑھیں کہ جو مجھ میں اور آپ میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا، ادب کے ساتھ پڑھیں احترام کے ساتھ پڑھیں، حدیث کو قولِ رسولِ کریم سمجھا۔ یقین کے ساتھ سمجھا۔ بعض علماء نے کہا حدیث کیا ہے؟ اَھْلُ الحدیث ھُمْ اَھْلُ النَّبِیِّ اِنْ لَّمْ یَصْحَبُوْا نَفْسَہٗ اَنْفَاسَہٗ صَحِبُوْا ۔ فرمایا حدیث پڑھنے والے، حدیث پڑھانے والے، حدیث سننے والے، حدیث کا مطالعہ کرنے والے، یہ نبی کریم کی آلِ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اگرچہ حضورؐ کی ذات کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکے۔ حضور کی باتوں کے ساتھ تو بیٹھ گئے اور سے

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیبؐ سے

حبیبؐ کی باتوں میں وصلِ حبیبؐ ہوتا ہے تو حدیث کیفَ ماتفق نہیں بلکہ یوں چلتی رہی، پھیلتی رہی دنیا میں، حتیٰ کہ وہ جو پہلے علماء کرام تھے۔ تو (صحابہ) دنیا سے تشریف لے گئے، تابعین تشریف لے گئے، تبع تابعین تشریف لے گئے جو خیر القرون حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔ فرمایا سب سے بہتر زمانہ میرا ہے، صحابہ کا زمانہ، تابعین کا زمانہ، تبع تابعین کا زمانہ، یہ تین زمانے میرے اور آپ کے لئے مشعلِ راہ ہیں، ان زمانوں کے چلے جانے کے بعد جب تینوں قسم کے لوگ ختم ہو گئے تو اس وقت پھر علمائے اسلام نے محنتوں کے ساتھ حدیث کو کتابوں کی شکل میں جمع کیا۔ اور پھر بہت سی حدیثیں لکھی گئیں۔ جن میں سے چھ کتابیں مشہور ہیں۔ ان کو کہتے ہیں صحاحِ ستہؔ، یعنی وہ حدیث کی کتابیں جو صحیح ہیں۔ اور جن کی تعداد چھ ہے۔ (۱) بخاری (۲) مسلم (۳) ابوداؤد (۴) ترمذی (۵) نسائی (۶) ابنِ ماجہ۔ یہ چھ ہیں حدیث کی کتابیں۔ اِن چھ حدیث کی کتابوں کو کیا کہتے ہیں؟ صحاحِ ستہ۔ جس میں حدیثیں جمع کی گئیں۔ صحیح حدیثیں اور پوری سند کے ساتھ جمع کی گئیں، بڑی تحقیق کے ساتھ جمع کی گئیں، پھر میں کسی محفل میں عرض کروں گا۔ کیا تحقیق کی گئی؟

## امام بخاریؒ کی احتیاط

مثلاً ایک ہی بات امام بخاری کی میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو میرے بزرگو سولہ سال کی عمر میں جمع کیا ہے۔ مصنف نہیں ہیں، بات بنائی نہیں، جمع کی ہے۔ سولہ سال کی عمر میں۔ سولہ سال لگائے، تب صحیح بخاری کو مرتب کیا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ میں ہر حدیث لکھنے سے پہلے فنی تحقیق بھی کر لیتا تھا، علمی تحقیق بھی کر لیتا تھا اور پھر غسل کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھ کے اللہ سے دعا کرتا تھا کہ ربّ العالمین! یہ جو میں حدیث لکھ رہا ہوں محمد رسول اللہ کی، اگر یہ ٹھیک ہے تو میرے قلم میں روانی پیدا کر دے، اگر کوئی کمی ہے تو اللہ! میرے قلم کو روک دے۔ یہ ویسے ہی نہیں ہیں، کسی کباڑی نے نہیں لکھی، کسی میٹرک فیل شرابی کبابی یا چرسی نے نہیں لکھی، یہ ان لوگوں نے لکھی ہیں جن کو بشارتیں ملیں محمد رسول اللہ کی، جو مقرّب ہیں بارگاہِ نبوّت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں اس میں سے۔

## امام بخاریؒ کا تذکرہ

آپؒ کا اسم گرامی ہے محمدؒ۔ آپؒ کے باپ کا نام ہے اسمٰعیل۔ بخارا کے محلہؔ عتابیہ میں آپؒ پیدا ہوئے۔ آپؒ کی پیدائش کے بعد جلدی ہی آپؒ کے والد صاحب فوت ہو گئے۔ اور اللہ کی قدرت کچھ زمانہ گزرا، ابھی آپؒ بچپن میں تھے کہ آپ کی بینائی جاتی رہی، نظر چلی گئی، بصارت چلی گئی، آپؒ اندھے ہو گئے ماں بیچاری رات دن روتی رہتی تھی کہ میرا ایک ہی بیٹا بیوہ کا سہارا، وہ بھی اندھا۔ خواب میں حضرت ابراہیم تشریف لائے (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) یاد رکھو کوئی نبی بھی خواب میں آئے (اللہ مجھے آپ کو یہ سعادت نصیب فرمائے) تو اس پر یقین رکھ لیا کرو۔ امام الانبیاء فرماتے ہیں۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ جو مجھے دیکھے، اُس نے مجھے ہی دیکھا، شیطان میری شکل مثالی بھی نہیں بن سکتا۔ وہ نبی تو نہ ہوا، بلکہ ہمارے حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ شیطان ولی کی شکل بھی اختیار نہیں کر سکتا۔ جب ولی اسمِ ہادی کی تجلّی میں ہو۔ (یہ روحانی بات ہے) تو نبی کی شکل؟

حضرت ابراہیم خواب میں آئے۔ پوچھا کیوں روتی ہے؟ ۔ یہ میں اپنی طرف سے بات بڑھا رہا ہوں۔ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بچوں کے ساتھ بڑا اُنس ہے) حضور جب شبِ معراج تشریف لے گئے، آپؐ نے دیکھا ایک بہت بڑا پودا ہے۔ جس پودے کے نیچے، ابراہیم علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ آپؑ کی دائیں جانب بھی بچے ہیں اور بائیں جانب بھی بچے ہیں، (حدیثوں میں آتا ہے، شبِ معراج کا واقعہ پڑھ لیں) آج ہم ابراہیم نام نہیں رکھتے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جون جولائی میں ایک بچہ عطا فرمایا (اللہ سب کو صحیح اور صالح اولادیں نصیب فرمائے۔ تو میں نے اپنے بچے کا نام رکھا محمد ابراہیم۔ مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ کیا نام رکھا ہے۔ تو میں بتاتا ہوں محمد ابراہیم۔ میرے سامنے تو بات نہیں کرتے، لیکن پھر اپنی جگہ جاکر اس پر تبصرے کرتے ہیں۔ یہ محمد ابراہیم نام کیسا ہے! یعنی آجکل کی جو تہذیب ہے۔ اِس کے ذرا خلاف ہے، تو میں نے ان سے کہا۔ خدا کے بندو! اس میں دو نام ہیں نبیوں کے۔ ایک نام ہے سرتاجِ الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، جس پر میری جیسی ہزاروں اولادیں قربان ہو جائیں اور ایک نام ہے ابراہیم علیہ السلام کا، جو آپؐ کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔ جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا ۔ اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ تو میں نے اپنے بچے کے نام میں دو نام جمع کر دیئے محمد بھی اور ابراہیم بھی تو اس سے بڑھ کر شرافت اور کونسی ہو سکتی ہے؟

تو ابراہیم علیہ السلام خواب میں آئے، امام بخاری کی والدہ ماجدہ کو پوچھا، "بوڑھی! کیوں روتی ہے"؟ عرض کیا "رونا نہیں ہے بابا جی؟ یہ میرا ایک ہی بچہ تھا، یہ بھی اندھا ہو گیا۔ فرمایا "میں ابراہیم ہوں" بشارت دیتا ہوں تیرے بیٹے کو اللہ نظر دے دیگا۔ صبح اٹھی تو بیٹے کو نظر مل چکی تھی۔

## امام بخاریؒ کو بشارتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

وہی امام بخاری بڑے ہوئے، علم حاصل کیا خواب میں دیکھا کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضور کے بدن مبارک پر مکھیاں بیٹھنا چاہتی ہیں تو امام بخاری فرماتے ہیں۔ کہ میرے ہاتھ میں پنکھا تھا، میں زور زور سے پنکھا جھل رہا تھا تاکہ کوئی مکھی امام الانبیاء کے بدن پر بیٹھنے نہ پائے۔ صبح علماء سے تعبیر پوچھی (اس وقت کے علماء و صلحاء سے) کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ فرمایا "بیٹے! تجھ سے اللہ وہ کام لے گا کہ تو دینِ محمد پر بیٹھنے والی مکھیوں کو مارتا رہے گا" یہ ویسے ہی نہیں آگئے محدّث۔ "تو اُن لوگوں کو مارے گا جو مکھیوں کی شکل میں آکر امام الانبیاء پہ بیٹھنا چاہیں گے"۔ چنانچہ آپؒ نے مجموعہ احادیث مرتب کیا، سولہ سال محنت کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روضۃٌ مِّنْ ریاضِ الجنّۃ میں بیٹھ کر لکھی۔

## رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ کی فضیلت

روضۃٌ مِّن ریاض الجنّۃ، یہ وہ جگہ ہے میرے بزرگو، (جن بھائیوں نے مدینہ منورہ دیکھا ہے اللہ اُن کو پھر یہ سعادت نصیب فرمائے اور جنہوں نے نہیں دیکھا اللہ اُن کو بھی یہ سعادت نصیب فرمائے اللہ ہمیں دوبارہ اس شرف سے نوازے) روضۃٌ مِّن ریاض الجنّۃ ایک جگہ ہے مدینہ منورہ میں امام الانبیاء کے منبر اور حضورؐ کے روضۂ اقدس کے درمیان جس کے بارے میں خود حضور کا ارشاد ہے مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ۔ فرمایا میرے منبر کے درمیان وَمَا بَیْنَ بَیْتِیْ۔ اور میرے گھر کے درمیان یہ جو ٹکڑا تم دیکھتے ہو یہ

جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ۔ اور میرا منبر حوض کوثر پر پڑا ہوا ہے۔ تخصیص کر دی، جغرافیہ بتا دیا۔ تو دنیا کی سب سے بہترین جگہ کونسی ہے؟ میرے نزدیک، آپ کے نزدیک، وہ جگہ جس کو امام الانبیاء جنت کے باغوں کا باغ فرماتے ہیں۔

## محدث کا مقام خودداری

امام بخاری وہاں بیٹھے، وہاں بھی لکھا، مراقبے کیے، استخارے کیے، مجاہدے کیے، تب جاکر سولہ سال کے بعد بخاری کو مرتب کیا (میں صرف ایک بخاری کی بات آپ کو بتا رہا ہوں) اور خودداری یہ ——— آج ہم دو دو آنے کے لئے اپنے ایمان بیچ دیتے ہیں، دو دو آنوں پر اپنی رائے بدل دیتے ہیں، ہم آج علمائے سُوء کی صف میں کھڑے ہیں ——— امام بخاری کی خودداری کیا ہے۔؟ جو شاہ بخارا تھا اس وقت کا اُس نے صرف اتنا کہا کہ "بخاری! میرے بچوں کو آکر پڑھا جایا کر۔" آپؒ نے فرمایا "یہ نہیں ہو سکتا، بچوں کو بھیجنا ہے تو مسجد میں بھیج دیا کر، بخاری تیرے دروازے پہ آکر تیرے بچوں کو نہیں پڑھاتا۔" وہاں سے ہجرت کی، خارتنگ تشریف لائے (سمرقند کے قریب ایک قصبہ ہے خارتنگ) وہاں پر اللہ کے دین کی خدمت کی، نوّے ہزار انسانوں کو حدیث پڑھائی محمد رسول اللہ کی۔ کتنی تنخواہ لی؟ کچھ بھی نہیں۔ کتنے مربعے لئے؟ کتنی جائیداد لی؟ ایک جائیداد لی۔ عیدالفطر کی رات کو آپؒ کا وصال ہوا۔ جب آپ فوت ہوگئے تو اس وقت سے لے کر آج تک بخاری کی قبر سے خوشبو آتی ہے۔ میں نے ایک ہزار سال تک کی جو تاریخیں پڑھی ہیں، ایک ہزار سال تک کی تاریخوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امام بخاری کی قبر سے آج تک خوشبو آتی ہے۔ مل گیا کہ نہیں مربع مل گیا؟ ہماری لاشیں پھٹ جاتی ہیں، ہماری لاشیں متعفن ہو جاتی ہیں، گھر والے کہتے ہیں "نکالو" آج ہی میں نے "نوائے وقت" میں پڑھا۔ سٹالین کی بیٹی سوتیلانہ کہتی ہے، خود مانتی ہے، کہ "اچھی موت اُن کو نصیب ہوتی ہے جو حق پر ہوں، میرا باپ ظالم تھا، وہ بڑی بُری موت سے مرا۔" بیٹی شہادت دیتی ہے باپ کے خلاف۔ بات سمجھ گئے آپ وہ جو مردِ آہنی تھا، فولادی مرد تھا (اللہ تعالیٰ ایسے "فولادی" ہونے سے بچائے، جس کے گلے میں ہزاروں کے خون ہوں، مخلوقات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے حضور دینی بڑی ہی مشکل ہے۔

تو امام بخاری کے متعلق میں عرض کر رہا تھا کہ وہ آخر میں خارتنگ کے قصبے میں آکر اقامت پذیر ہوئے اور پھر وہاں ہی آپؒ کا وصال ہوا اور ایک ہزار سال تک کی تاریخیں یہ بتاتی ہیں کہ آپؒ کی قبر سے خوشبو آتی ہے۔

## محدثینِ ہند کا ذکر

تو یہ چھ محدث ہیں میرے بزرگو! انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی۔ اور پھر علم حدیث؛ ہمارے ملک میں، بّرِ صغیر میں پھیلا۔ یہ بھی ذرا سُن لیجئے۔ ہمارا بّرِ صغیر، یہ پاک اور بھارت جو اب بن گیا، یہ بّرِ صغیر علم حدیث کا بھی محافظ رہا ہے۔ پاسبان رہا ہے۔ یہاں بھی اللہ نے بڑے بڑے محدث پیدا کئے۔ یعنی ۴۴۸ھ ہجری میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سو سال بعد لاہور میں گذرے ہیں اسماعیل محدث، اُن کا مزار اب بھی لاہور میں ہے۔ محدث تھے جناب محمد رسول اللہ کی حدیث کے ——

پھر قطب الدین ایبک کے زمانے میں امام محمد صغانی لاہور میں بہت بڑے محدث گذرے ہیں۔ ان کے آباء تو آئے تھے آذربائیجان سے لیکن پھر یہاں ہی آکر اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ اُن کا بھی اسم گرامی محمد ہے۔ امام صغانی کے نام سے مشہور ہیں۔ قطب الدین ایبک کے زمانے میں لاہور میں تھے۔ قطب الدین ایبک نے کہا کہ عہدہ قضا قبول کر لو۔ میرے قاضی بن جاؤ۔ فرمایا "میں تیرا قاضی نہیں بنتا۔" یہاں سے ہجرت کی، علی گڑھ تشریف لے گئے۔ علی گڑھ کا پہلا نام ہے کول۔ وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں سے پھر حج کے لئے تشریف لے گئے۔ پیدل گئے حج کے لئے۔ اُس علاقے کے نواب نے آپؒ کو گھوڑا دیا۔ اس پر آپؒ نے سفر کیا، پیدل حج کو پہنچے، سات سال تک مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے، پھر واپس ہندوستان آئے۔ اس وقت شمس الدین التمش کی حکومت تھی۔ یہاں پر علم حدیث کی خدمت کی۔ شمس الدین التمش کے ساتھ بھی تھوڑی سی باتوں میں گڑبڑ ہو گئی، پھر واپس بغداد تشریف لے گئے۔ پھر تشریف لائے۔ رضیہ سلطانہ کی حکومت تھی، آتے ہی کہنے لگے بس اب اس ملک میں رہنے کو جی نہیں چاہتا، جہاں عورت کی بادشاہی ہو۔ میں وہاں نہیں رہ سکتا۔ پھر واپس تشریف لے گئے۔ بغداد میں آپؒ کا وصال ہوا۔ اور مرنے سے پہلے وصیت کی اور پچاس دینار (اس زمانے کے پچاس پونڈ) پیش کئے کہ یہ میں نے سنبھال کر رکھے تھے، میرے مرنے کے بعد میرے بدن کو یہاں سے اٹھانا اور مکّے شریف پہنچا دینا۔ چنانچہ امام محمد صغانی لاہوری جنت المعلاء میں دفن ہیں۔ ان کا مزارِ گرامی جنت المعلاء میں ہے ——

کبھی ہم نے تحقیق کی اپنے بزرگوں کی! پوچھا کبھی؛ حدیث کی کیا ضرورت ہے؟ یہ گٹھکڑ ونگڑ ہی کافی ہیں ہمارے لئے۔ اقبال کو کہاں مانتے ہیں؟ اقبال نے لکھا تھا (گو وہ بات تو کہنی نہ چاہیئے تھی اس کو بھی) مگر جو یہ کہا ہے ؎

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

ہم تو آخر بھی تیغ و سناں ہی مانتے ہیں۔ رباب اور چنگ کا دخل نہیں ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں۔ اس دین میں اللہ کا نام ہے، مومن کی شان ہے إِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ (الانفال ۲)

تو سب سے پہلے محدث بّرِ صغیر میں جو پیدا ہوئے بلکہ اُن سے بھی پہلے عَبْدِ ابْنُ حُمَیْد گذرے ہیں جن کا اصلی نام تھا عبدالحمید۔ یہ امام بخاری کے اُستاد ہیں۔ ان کے متعلق آتا ہے مِنْ رِجَالِ کَسّ۔ ہماری کتابوں میں، جو علوم نصاب کی کتابیں ہیں۔ تو اس میں بڑی لے دے ہوئی لیکن فتوح البلدان اور یاقوت حموی نے ایک کتاب لکھی ہے بلدان پر اُس کی اپنی کتاب معجم البلدان میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔ انہوں نے تشریح کر دی ہے کہ عبدالحمید جو تھے یہ مِنْ رِجَالِ کَسّ مِنْ بِلَادِ ھِنْد۔ یعنی ہندوستان کے علاقوں میں ایک علاقہ ہے جسے کہتے ہیں۔ کچھ، یہ رَن کچھ، جہاں مسلمان لڑے، جس راستے سے سلطان محمود غزنوی آیا، اس علاقے میں پیدا ہوئے سب سے پہلے محدث جو امام بخاری کے بھی استاد تھے۔ تو ہمارا بّرِ صغیر ہمیشہ علمائے حدیث کا مسکن رہا ہے۔

## گلدستہ صد احادیث (مرتبہ) شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اگر بڑی بڑی حدیث کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کر سکتے تو ہمارے شیخ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے چند منتخب حدیثوں کا ایک جیبی سائز کا مجموعہ لکھا ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے "گلدستہ صد احادیث نبوی"۔ آپ اُنہی کا مطالعہ فرما لیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں سے جس نے میری چالیس باتیں یاد کر لیں اس کا میں قیامت کے دن شفیع بنوں گا اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ وہ عالم بن کر اللہ کے حضور میں پیش ہوگا۔ کوئی کرتا ہے چالیس باتیں یاد؟ ہم کتنی کتنی گپیں یاد کر لیتے ہیں۔ ہم کتنے کتنے اصول یاد کر لیتے ہیں، ہم نظمیں یاد کرتے ہیں، نثریں یاد کرتے ہیں۔ اگر ہفتے میں ایک حدیث یاد کی تو مہینے میں کتنی ہو گئیں؟ چار اور دس مہینوں میں یا ایک سال میں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از: حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے لاہور

ع: نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں!

۱۷ر جنوری ۱۹۵۲ء

## استقامت

سب سے پہلی دعا جو میں مانگتا ہوں، وہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ جو کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹ جاتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں ہمارا مسلک واضح ہے نمبر اول قرآن حکیم ہے جس کا صبح درس دیا جاتا ہے۔ نمبر دوم سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اکثر احادیث پڑھ کر سناتا ہوں۔ نمبر سوم صحابہ کرامؓ کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد تزکیہ قلوب میں اولیائے کرام کا اتباع کرتے ہیں۔ زمانہ نبویؐ میں وہباً تزکیہ ہوتا تھا اب کسباً کیا جاتا ہے تصوف کے چاروں طریقوں کو حق سمجھتا ہوں لیکن ہمارا خاندان قادری ہے۔

جب تک اللہ والوں سے تربیت نہ کرائی جائے تکمیل نہیں ہوتی اور حجابات دور نہیں ہوتے۔ جن کا ذکر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ قرآن و حدیث میں میرے استاد مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہیں اور طریقت میں میرے شیخ سندھیؒ تھے جو اُن سے سیکھا ہے وہی سکھاتا ہوں۔

بڑے بڑے علماء کو دیکھا کہ وہ بھی حجابات میں پھنسے ہوتے ہیں۔ رسموں کے معاملے میں پکے رسمی، ویسے فاضل اجل — میں نے اپنی لڑکیوں کی شادیاں کیں، کوئی رسم نہیں کی۔ جس کے دین و خلق کو پسند کیا خواہ وہ کوئی ہو، لڑکی کا رشتہ دے دیا۔ میرے اندر بھی مولویت ہے، ہماری بھی عزت ہے، لیکن اللہ والوں کی تربیت سے انانیت کا کانٹا نکل گیا ہوا ہے اور اب حجاب رسم آڑے نہیں آتا۔ اکثر لوگ تو حجاب طبع میں پھنسے ہوتے ہیں۔ بعض حجاب رسم میں ہیں اور بعض حجاب سوئے معرفت میں۔ اللہ کے نام کی برکت سے یہ حجابات باقی نہیں رہتے آپ کو صحیح علم دیا جاتا ہے۔

پنجاب کی سرزمین میں ایک کمزوری جس کا میں آج ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے نوجوانوں میں استقامت نہیں ہے پنجابی میں کہتے ہیں: "جنہے لائی گلیں اوسے نال اُٹھ چلیں" یہ لائی لگ ہیں۔ سیاسیات میں بھی یہی دیکھا اور مذہبیات میں بھی یہی۔ استقامت دکھانی چاہئے۔ جس مسلک کو پرکھ لیا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہئے۔ بس میں آپ کو یہ ہدایت کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو استقامت دے۔

۲۴ر جنوری ۱۹۵۲ء

## یادِ الٰہی کی استعداد

اللہ تبارک و تعالےٰ نے ہر انسان کو نورِ فطرت دے کر دنیا میں بھجوایا ہے۔ نورِ فطرت سے مراد یادِ الٰہی کی استعداد ہے جیسے زمین میں اللہ تعالےٰ نے یہ استعداد رکھی ہے کہ وہ بیج کو اگا دیتی ہے۔ سو زمین تو زرخیز ہے لیکن مالی کی ضرورت ہے جو اُسے گلزار بنا دے۔ اسی طرح اللہ والے انسانوں کے قلوب کی زمین میں یادِ الٰہی کا شوق پیدا کر دیتے ہیں اور انہیں ذاکر بنا دیتے ہیں۔

جب انسان گناہ کرتا ہے تو فطرت کا نور بجھ جاتا ہے اور استعداد سلب ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے شور زمین۔ اس میں کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایسی زمین جس کو رُوڑی بنا دیا گیا ہو۔ اور وہاں گندگی پھینکی جاتی ہو۔ اس زمین میں نیچے تک بدبو داخل ہو جاتی ہے۔ تو ایسے قلوب جو گناہوں کی سیاہی کی وجہ سے خراب ہو گئے ہوں ان میں یادِ الٰہی کا شوق نہیں رہتا۔

۳۱ر جنوری ۱۹۵۲ء

## وہب اور کسب

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو نعمتیں مفت ملتی تھیں آج وہ محنت اور مشقت سے حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے دن کو کئی قسم کے کاروباری لوگ کام کرتے ہیں اور سورج کی روشنی ہر ایک کو مفت ملتی ہے لیکن جب رات کو کام کرنا چاہیں تو روشنی محنت سے اور قیمت خرچ کر کے مہیا کرنی پڑتی ہے اُس وقت قرآن سمجھنے کے لئے کسی قسم کے قواعد عربیہ سیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ عربی ان کی مادری زبان تھی۔ آج جب تک قواعد عربیہ نہ سیکھیں قرآن و حدیث کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ یہ تو قال ہے۔ حال کی بھی یہی کیفیت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کیمیا اثر سے عام روحانی بیماریاں نکل جاتی تھیں۔ حسد، کبر، جاہ طلبی، زرپرستی وغیرہ کوئی نہیں رہتی تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے مانعینِ زکوٰۃ کے بارے میں حضرت عمر رضؓ کو ڈانٹا تو وہ خاموش رہے اور اکڑے نہیں۔ ورنہ کوئی اور ہوتا تو اکڑ جاتا۔ جب تک صدیقیت کا آفتاب طلوع رہا وہ سرِ تسلیم خم کئے رہے اور جب خود خلیفہ بنے تو پھر وہی تھے جنہوں نے خداداد قابلیت سے روم و ایران فتح کئے اور بہترین نظام چلا کر دکھایا۔

آج اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر یہ چیزیں کسباً حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ اُس وقت مفت ملتی تھیں۔ جو علماء میرے ہاں آتے ہیں میں انہیں کہا کرتا ہوں کہ تم اسلام پڑھ کر آئے ہو، مسلمان بن کر نہیں آئے۔ مدارس عربیہ میں بھی یہ نعمتیں نہیں ملتیں۔ ان میں بھی حسد و عجب، جاہ طلبی و زرپرستی رہتی ہے۔ کہیں ۵۵ روپے پر ملازم ہوئے تو دوسری جگہ ۶۵ روپے ملے تو استعفےٰ دے کر وہاں چلے گئے۔ تیسری جگہ ۷۵ روپے ملے تو اسے بھی چھوڑ دیا۔ طلباء کی سہولت نہیں دیکھتے اپنے روپے دیکھتے ہیں کہ کہاں زیادہ ملتے ہیں۔ دین ایسوں کے دم سے زندہ نہیں۔ دین ان اللہ والوں کے دم سے زندہ ہے جو دین کی خدمت اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں اور روٹی اُسی کے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

# صلحاء امت کے علمی کارنامے

جامع شریعت وطریقت وقار العلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد پسروری مدظلہ

(۳)

• حافظ الحدیث امام العلماء حضرت عبداللہ بن صالح مصری جن کی پیدائش ۱۳۷ھ میں ہوئی۔ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے۔ حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام ترمذیؒ جیسے جلیل القدر محدثین ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ۱۰ محرم الحرام ۲۲۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت شیخ الاسلام عبداللہ بن صالح فرماتے ہیں۔ ہم ایک دفعہ بیت المقدس میں جمع تھے کہ صحابیٔ رسول حضرت ابوجمعہ انصاریؓ تشریف فرما ہوئے۔ اور نماز ادا فرمائی۔ جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم سب ان کی جلالت علمی کے پیش نظر الوداع کرنے کے لئے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ان سے جدا ہو کر واپس ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوجمعہ انصاری نے فرمایا۔ کہ آپ لوگوں نے میرے ساتھ انتہائی بہترین سلوک کیا اور میری عزت افزائی فرمائی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے عوض آپ کے سامنے میں ایک حدیث بیان کروں۔ ہم نے کہا۔ مرحبا رحمک اللہ۔

حضرت ابوجمعہ انصاری نے فرمایا کہ ہم دس نفر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے زیادہ بھی کوئی اجر کا مستحق ہے۔ ہم سب آپ پر ایمان لائے۔ اور ہر موقع پر ہر طرح کی فرمانبرداری کی سعادت حاصل کی۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا ایمان لانا اور فرمانبرداری کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اللہ کا آخری رسول تمہارے سامنے ہے۔ آسمان سے وحی الٰہی کو نازل ہوتے تم دیکھتے رہتے ہو۔ بہت بڑے اجر والے تو وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد ایمان لائیں گے۔ قرآن کریم مکمل ان کو دوختین کے درمیان (یعنی ایک کتاب و جلد کی صورت میں) ان کو ملے گا۔ اور پھر بھی وہ اس قرآن کریم پر ایمان لائیں گے۔ اور کتاب و سنت پر عمل کریں گے اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ مِنْكُمْ اَجْرًا۔ یعنی وہ تم سے اجر میں بھی زیادہ ہوں گے یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ فرمائے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "افعال العباد" میں بھی درج فرمایا ہے اور امام اوزاعی نے بھی بیان فرمایا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ص۲۵۳ ج ۱)

• شیخ الحدیث حضرت علی بن جعد ہاشمی بغدادی جو ۱۳۴ھ میں پیدا ہوئے حضرت امام بخاریؒ اور حضرت ابوداؤدؒ جیسے بلند پایہ محدثین نے ان سے علمی فیض حاصل کیا بہت بڑے حافظ الحدیث تھے۔ ساٹھ برس صوم داؤدی کے پابند رہے۔ ص۳۶۱ ج ۱

• حافظ الحدیث شیخ المحدثین حضرت عبدان متوفی ۲۲۱ھ بہت بڑے جلیل القدر محدث تھے۔ خدمت خلق میں بہت بلند مقام تھا۔ تقریباً دس لاکھ روپیہ فی سبیل اللہ خرچ کیا۔ حضرت عبدان حضرت امام بخاری جیسے جلیل القدر محدث کے استاذ تھے۔ اور خود حضرت امام الائمہ سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم المرتبت تلمیذ حضرت امام عبداللہ بن مبارک کے شاگرد رشید تھے۔ ص۳۶۳ ج ۱

• حضرت ہناد بن سریؒ کوفی جو اپنے زمانہ کے عظیم الشان محدث تھے (امام المحدثین حضرت امام احمد بن حنبلؒ ان کی علمی عظمت و بلندی کے معترف تھے) عبادت میں بھی بہت بلند مقام تھا۔ خوف الٰہی سے بہت زیادہ روتے رہتے تھے۔ سورج نکلنے سے زوال تک اور ظہر سے عصر تک نوافل میں مشغول رہتے عصر سے مغرب تک انتہائی سوز و گداز سے تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے۔ ستر برس اسی طرح عبادت میں گذارے۔ رات کی عبادت میں کیا مقام ہوگا۔ صوبہ عراق میں زہد و تقویٰ اور عبادت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ربیع الاول ۲۴۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ کل عمر اکیانوے برس ہوئی۔ (تذکرۃ الحفاظ ص۲۴ ج ۲)

## والدہ کی خدمت اور اس کا احترام

• حافظ الحدیث حضرت امام ابوبکر محمد بن بشار بصری جو بصرہ کے جلیل القدر محدثین سے تھے اٹھارہ برس کی عمر میں ہی علم حدیث میں بہت بلند مقام حاصل کر لیا۔ پچاس ہزار حدیث یاد تھی۔ جب تک ان کی والدہ محترمہ زندہ رہیں محض ان کی خدمت سے کوتاہی سے بچنے کے لئے بصرہ سے باہر سفر نہ کیا۔ ان کی وفات کے بعد بصرہ سے باہر تشریف لے گئے۔ کپڑا بُن کر اپنی ضروریات پوری کرتے ۲۵۲ھ میں وفات پائی (تذکرہ ص۲۵ ج۲)

## جیل خانہ

• حافظ الحدیث فقیہ اعظم حضرت حارث بن مسکین مصری متوفی ربیع الاول ۲۵۰ھ علم، عبادت اور زہد میں امام الوقت تھے اظہار حق میں بیباک، نڈر، حق گو تھے۔ اسی جرم میں کتنی مدت جیل میں رہے (تذکرہ ص۸۵ ج۲)

## مشرک شفاعت سے محروم رہے گا

• سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شفاعت نبوی کا مسئلہ میں سب سے بہتر جانتا ہوں۔ لوگوں نے بڑی بے قراری سے درخواست کی کہ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمت کرے شفاعت کا مسئلہ ہم سے بھی بیان فرما دیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكُلِّ مُسْلِمٍ يُؤْمِنُ بِكَ وَلَا يُشْرِكُ بِكَ شَيْئًا (تذکرہ ص۹۳ ج۲)۔

اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو شرک فی الصفات سے بچنے کی توفیق کامل عطا فرمائیں۔

• حافظ الحدیث امام العلماء حضرت زُہیر بن محمد بغدادی جو اپنے زمانہ کے بے نظیر محدثین میں سے تھے۔ حضرت ابن ماجہ جیسے فاضل محدث ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ ان کو جہاد کا بے حد شوق تھا۔ حضرت زہیر فرماتے ہیں۔ کہ میرا گوشت کھانے کو دل چاہتا تھا۔ لیکن یہ عہد کیا تھا کہ میدان جنگ میں پہنچ کر عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ میں فتح و نصرت کے بعد واپسی پر غنیمت کے مال میں جو جانور آئیں گے ان کا گوشت

کھالوں گا (اسی عہد پر عرصہ دراز تک قائم رہے) بالآخر طرسوس میں عیسائیوں کے ساتھ جنگ ہوئی رومیوں کو شکست ہوئی۔ مجھے بھی کچھ جانور مالِ غنیمت سے ملے تب میں نے اپنا وہ عہد پورا کیا اور گوشت کھایا۔ رمضان المبارک میں ۹۰ قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ ۲۵۷ھ میں وفات پائی۔ (تذکرہ ص۱۱۹ ج ۲)

● شیخ الاسلام امام الحفاظ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ جو شوال ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور عیدالفطر کی رات ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔ قرآن کریم حفظ کر کے گیارہ برس کی عمر کو پہنچ کر ۲۰۵ھ میں علم حدیث شروع کیا۔ سب سے پہلے فقیہہ خراسان محدث جلیل حضرت عبداللہ بن مبارک کے مخزن حدیث سے فیض یاب ہوتے ـــ مختلف بلاد احصار کا سفر کر کے حدیث شریف کا علم حاصل کیا۔ ایک ہزار سے زیادہ ان کے استاد تھے لیکن پڑھائی کے وقت جہاں اور لوگ لکھا کرتے تھے یہ لکھنے سے بے نیاز ہو کر سنتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ رفیقوں نے کہا آپ یونہی بیٹھے رہتے ہیں۔ لکھتے کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے سب کچھ یاد کر لیتا ہوں۔ رفیقوں نے اس پر تعجب کیا اور اطمینان خاطر کے لئے پڑھ کر سنانے کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت امام بخاری نے فی الفور اسی مجلس میں پندرہ ہزار احادیث پڑھ کر سنا دیں۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مجھے ایک لاکھ حدیث صحیح صحیح اور دو لاکھ احادیث غیر صحیح یاد ہیں۔ ان کی یاد کردہ احادیث سے ایک حدیث نقل کی جاتی ہے جو زمانہ حال کی آئینہ دار ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قیامت قریب آئے گی علم اٹھ جائے گا۔ اور جاہلیت کا زور ہو جائے گا۔ انسانوں کے قتل کی وارداتیں بکثرت ہوں گی (تذکرہ ص۱۲۲ ج۲)

(نوٹ) حضرت امام بخاریؒ کے پہلے استاد رشید حضرت عبداللہ بن مبارک ہیں اور حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں۔

● حافظ الحدیث شیخ الاسلام محدث بصرہ ابو قلابہ حضرت عبدالملک بصریؒ جن کی ۱۹۰ھ میں ولادت ہوئی۔ اور مصنف ابو بکر بن شیبہ جیسے عظیم المرتبت محدث ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ ساٹھ ہزار احادیث ان کو زبانی یاد تھیں۔ دن رات میں چار سو نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ ۲۷۶ھ میں وفات پائی۔ (تذکرہ ص۱۲۳ ج ۲)

● حضرت ابو قلابہ کی والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ہاں ہدہد کی ولادت ہوئی۔ اس خواب کی تعبیر معبرین نے یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا فرزند عطا فرمائیں گے جو بہت کثرت سے نوافل پڑھا کرے گا۔

**عجیبۃٌ جداً** حضرت امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جب میں مصر میں داخل ہوا تو تقریباً چار گز لمبی ککڑی دیکھی ـــ (ککڑی خیار۔ پنجابی میں اس کو "تر" کہتے ہیں) تذکرہ ص۱۵۴ ج ۲)

## ایک دولت مند کی سخاوت

ایک بہت بڑے دولت مند نے علم کی نشر و اشاعت کے لئے تین لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ تذکرہ ص۱۵۵ ج ۲۔

● شیخ الحدیث حضرت احمد بن مہدی بہت بڑے محدث تھے۔ چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ انتہائی پاکدامن تھے۔ ایک عورت نے غیر مشروع طریقے (حرامکاری) سے بچہ جنا اور حضرت احمد بن مہدی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ کہ یہ بچہ ولدالحرام ہے لیکن میں نے اپنی رسوائی کو چھپانے کے لئے یہ مشہور کر دیا ہے کہ میں احمد بن مہدی کی بیوی ہوں۔ اس لئے آپ بھی مجھے رسوائی سے بچائیں اور میری اس تدبیر کی تکذیب نہ فرمائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جب محلے کے پڑوسی امام اور احباب حضرت امام احمد بن مہدی کو لڑکے کی مبارکباد دینے کے لئے آتے تو آپ نے انکار کرنے کی بجائے سب کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت امام احمد بن مہدی دو برس تک دو دینار ماہانہ خرچ دیتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ بچہ دو برس کا ہو کر مر گیا۔ محلے کے لوگ جب امام کے پاس فاتحہ خوانی کے لئے پہنچے تو امام احمد بن مہدی نے ان کے ساتھ صبر کا اظہار کیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس بچہ کی والدہ میرے پاس آئی اور دو سال کی مدت تک لیئے ہوئے دینار میرے سامنے پیش کئے۔ میں نے کہا یہ بچے کی ضرورت کے لئے دئے تھے اب تو ہی اس کی وارث ہے یہ تجھے میراث میں ملے۔ ۲۷۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ تذکرہ ص۱۵۶ ج۲

## بدی کا انسداد

ایک دفعہ امیرالمومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کو شہر میں رعایا کی دیکھ بھال کے لئے گھوم رہے تھے۔ ایک مکان میں چند عورتوں کی آوازیں سنیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ موجودہ دور میں مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ حسین نوجوان کون ہے؟ دوسری نے جواب دیا۔ کہ ابو ذُوَیب بہت خوبصورت نوجوان ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت امیرالمومنینؓ نے ابو ذویب کو طلب فرمایا وہ قبیلہ بنی سلیم میں سے تھا اور واقعی انتہائی حسین و جمیل تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ آپ مدینہ منورہ سے کہیں باہر چلے جائیں۔ پھر اس کو بصرہ میں منتقل کر دیا۔ تذکرہ ص۱۹۶ ج۲

سبحان اللہ! فتنے کا خطرہ محسوس کر کے کس طرح اس کا راستہ بند کر دیا۔ اسلامی حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی ایسے طریقوں کو مشعل راہ بنا کر فتنوں کا دروازہ بند کر کے عظمتِ اسلامی کو برقرار رکھیں۔

## حضرت یوسفؑ کا مقالہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یوسف جب تیرے بھائیوں نے تجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو تجھے کس نے بچایا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا۔ اے اللہ! صرف تو نے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یوسف! جب عزیز مصر کی عورت نے نہایت مضبوط تدبیر سے تیری طرف برائی کا قدم بڑھایا تو تجھے کس نے بچایا۔؟ حضرت یوسف نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ صرف تو نے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر تم نے ایک قیدی کو جیل سے نجات پانے کے لئے کیوں کہا۔ تو حضرت یوسف نے کہا میں نے زبان سے یہ کلمہ کہہ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی ذات کی قسم تجھے اب مزید چند برس اور رہنا ہوگا۔ (تذکرہ ص۱۹۶ ج۲)

## غازی مومن قبر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غازی مومن کی میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے جیسے سورج غروب ہو رہا ہو تو وہ جلدی سے چہرہ پر اس طرح ہاتھ پھیرتا ہے جیسے نیند سے بیدار ہونے والا اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں عصر کی نماز ادا کر لوں۔ (تذکرہ ص۱۹۰ ج۲) (باقی آئندہ)

## مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

# درسِ قرآن

منعقدہ ۲۶ مارچ ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

۵

میں عرض کر دوں ایک چھوٹی سی بات، دنیا میں سارے کام کیجئے جو کام شرعاً جائز ہیں، اور کبھی کبھی انسان غلطیاں بھی کر جاتا ہے لیکن ہفتے میں کم ازکم پانچ چھ منٹ کسی اللہ کے نیک بندے کے پاس بیٹھا کریں، جہاں جو تمہارے قریب میسّر ہو سکے، اس کے پاس ہفتے میں پانچ منٹ۔ ہمارے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان کی قبروں کو اور تمام اولیاء اللہ کی قبروں کو پُرنور فرما دے) وہ فرمایا کرتے تھے "لاہوریو! سارا دن کام کرو بچوں کو جو مرضی ہے پڑھاؤ، لیکن ہفتے میں ایک دفعہ میرے درس ..ں بھیج دیا کرو، مجلس ذکر میں بھیج دیا کرو تھوڑی دیر کے لیے میرے پاس تمہارا بچہ آکر بیٹھ بھی جائے اگر، تو وہ انشاء اللہ گمراہ ہو کر نہیں مرے گا" بات ٹھیک ہے، اولیاء اللہ رحمہ اللہ علیہم کی مجلسوں میں جانے سے میرے بزرگو! کایا پلٹ جاتی ہے۔

اگلے دن مجھے میرے ایک دوست نے قصہ بتایا پشاور کا، کہ اللہ تعالےٰ کے ایک نیک بندے پشاور آئے، وہ ڈاکٹر ہے بہت بڑا، امریکہ وغیرہ سے ہو کر آیا ہے، اب بھی پشاور میں دکان کرتا ہے، اس کی اپنی ٹیکسی ہے، موٹر، کرایہ وغیرہ پہ بھی دیتا ہے، اور خود بھی اس میں سفر کرتا ہے ایک اللہ کے نیک بندے آئے، انھوں نے جانا تھا کوہاٹ۔ رات کو ان کے مرید آگئے۔ اس سے ٹیکسی بک کرا گئے۔ کہ صبح آپ کا ڈرائیور ہمیں لینا جائے گا۔ ہمارے حضرت صاحب جا رہے ہیں۔ کوہاٹ۔ تو انھوں نے کہا بہت اچھا۔ صبح جب ہوئی تو وہ ڈرائیور تو واپس نہ آیا۔ اب ڈاکٹر صاحب وعدہ کر چکے تھے۔ کہ یہ تو بڑی بری بات ہے، کہ میں نے ان کے ساتھ وعدہ کیا، مجھے جانا چاہیئے ڈرائیور نہیں آیا تو ڈاکٹر صاحب نے خود کپڑے وپڑے بدلائے، اپنے پاکستانی کپڑے پہن لیے پاکستانی کپڑے بھی ہمارے ہیں ناجی! ہم سب ایسے ہی تو نہیں ہیں، ہم اپنے پاکستانی کپڑے پہن نہیں رہے۔ بس وہ موٹر میں ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان ہے کہ میں موٹر میں جا رہا تھا۔ وہ حضرت اگلی سیٹ پہ بیٹھے میرے ساتھ اور پیچھے ان کے جو دو تین مرید تھے وہ بیٹھے انہوں نے راستے میں میرے ساتھ کوئی بات نہیں کی۔ لیکن کوہاٹ پہنچنے تک میری کیفیت بدل گئی تھی۔ کوئی بات نہیں کی میرے ساتھ کوئی ذکر نہیں کیا، کچھ بھی نہیں کیا، وہ اپنے کام میں لگے تھے، کوہاٹ پہنچنے تک میری کیفیت بدل گئی۔ میں نے اپنے آپ کو ملامت کیا، کہ اللہ کے بندے! تو کس گندگی میں پھنسا ہے؛ رات دن یہ تلبیسات اور روپوں کا اکٹھا کرنا، جھوٹ سچ اکٹھا کرنا، یہ کیا بنا تا رہتا ہے؛ چنانچہ جب میں واپس ہوا، تو میں نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا، مصافحہ کرتے ہی میرے دل میں ایک ایسی چمک پیدا ہوئی، کہ واپسی پہ میں ان کا بیعت ہو گیا۔ اب بھی وہ موجود ہیں بہت بڑی داڑھی چھوڑی ہوئی ہے اپنا کام کر رہے ہیں۔ روٹی بھی کماتے ہیں پیسے بھی کماتے ہیں، ہمیں ڈر لگتا ہے ہم سمجھتے ہیں پتہ نہیں اگر ہم نے نماز پڑھ لی تو کیا ہو جائے گا۔ ہوتا کچھ بھی نہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ ان کو کیا ہوتا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ ٹھیک رہتے ہیں، بلکہ پہلے سے بھی عقلیں بڑھ جاتی ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ وہ اللہ کے قرب میں آجاتے ہیں۔

ابوسعید ابوالخیرؒ اس زمانے کے بہت بڑے ولی تھے ـــــ میں وہاں سے بات چلا رہا ہوں، بوعلی سینا فلسفی تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے پھر انابت عطا کر دی تو جاتے جاتے اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک ایسا نور بخشا کہ جب مرے تھے، تو بخاری آپ کے سینے پر تھی۔ اور یہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ دین سے خالی نہیں کرتا بشرطیکہ مسلمان تھوڑا تھوڑا کبھی کبھی قدم اٹھا لیا کرے تو ابن سینا گئے، حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر دیکھا کہ ان کے گھوڑوں کے جو زنجیر تھے، وہ چاندی کے تھے، سونے کے تھے اور جو کلے (کھونٹے) تھے وہ بھی چاندی سونے کے تھے، تو کہا واہ جی! تم عجیب ولی ہو۔ یہ کیا بنا رکھا ہے۔ تو انہوں نے کہا" ابن سینا! یہ جو کلے دیکھتے ہو یہ زمین میں گاڑے ہوئے ہیں، میرے دل میں اللہ کے ذکر کے بغیر کچھ نہیں ہے یہ سب چلے جائیں تب بھی مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے رہیں تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ان کا آنا میرے لیے خوشی پیدا نہیں کر سکتا ان کا جانا میرے لیے غم پیدا نہیں کر سکتا۔ ہمارے اکابر رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان تھی۔ ہم سب بزرگوں کا احترام کرتے ہیں لیکن جن کو ہم نے دیکھا ہے میں تو انہیں کی بات عرض کرتا ہوں، جن کے ساتھ ہمارا تعلق رہا ہے ان کی زندگیاں آپ دیکھیں۔ ان کے دلوں میں حقیقت ہے خدا کے ذکر کے بغیر کوئی چیز جگہ نہیں پاتی تھی۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کو تمام چیزوں پہ غالب سمجھتے تھے، اور زندگیاں ان کی پرنور ہوئیں۔

تو فرمایا کہ تیسری چیز کیا ہے؟ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا جب ان پہ میری آیتیں پڑھی جائیں گی تو ان کا ایمان بڑھے گا تو پھر کیا ہوگا؟ قدم ادھر ہی اٹھیں گے۔ جدھر اللہ کا ذکر اٹھوائے گا دل میں جب اللہ کا ذکر ہے تو دل سلطان الاعضاء ہے قدم ادھر ہی اٹھے گا جدھر دل جائے گا۔ دل کدھر جائے گا؟ اللہ کی طرف۔ قلم ادھر اٹھے گا جدھر دل جائیگا ہی آنکھ ادھر ہی اٹھے گی جدھر دل جائے گا کان ادھر ہی لگیں گے جدھر دل جائے گا تو دل کو قابو کرنے کے لیے اللہ کا ذکر ہے اس لیے فرمایا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اے دنیا والو! سن لو! اگر تم اطمینان چاہتے ہو۔ تو تمہیں اطمینان نہیں مل سکتا، اللہ کے ذکر کے بغیر وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۰ اور وہ اپنے سارے کاموں میں بھروسہ کس پر کرتے ہیں؟ عَلٰی رَبِّہِمْ دیکھیے یہاں عَلَی اللّٰہِ نہیں فرمایا اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ نہیں فرمایا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۰ وہ سمجھتے ہیں کہ جس اللہ نے میرے دل میں اپنا گھر کر لیا وہی میرا رب ہے، رب کا معنیٰ؟ پالنے والا سورۃ فاتحہ کے درس میں اس لفظ کی کافی تفصیل عرض کر چکا ہوں وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ وہ سارے کاموں میں بھروسہ کس پر کرتے ہیں؟ اللہ پہ اپنے رب پر وہ کہتے ہیں میرا رب، میرا پالنے والا ہے؟ میرا کام کیا تھا؟ تیری عبادت کرنا میرا دل جو تو نے مجھے عطا کیا اس میں

نے تیرے ذکر کو جگہ دی، اور اس کے بعد میں نے ادھر ہی قدم اٹھایا۔ جدھر میرے دل نے رہنمائی کی۔ اب میرے کام سارے کے سارے تیرے حوالے، تیری عطیہ محنت اور تیری عطیہ توفیق سے میں نے محنت بھی کی، مزدوری بھی کی، ملازمت بھی کی دکانداری بھی کی، عبادت بھی کی سب کچھ کیا لیکن نتیجہ؟ تیرے قبضے میں ہے۔ وَعَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ ایسے انسانوں کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھکرا سکتی۔ ان کو اپنے مقام سے نہیں ہلا سکتی، وہ اپنے ہر کام میں اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، دنیا خواہ کچھ سے کچھ ہو جائے

میں ایک قصہ عرض کر دوں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلی اُمتوں میں ایک راہب گزرے ہیں، اللہ تعالٰے کی عبادت کرنے والے، تو لکھا ہے علمائے حدیث نے شارحین حدیث نے کہ اس سے معلوم بھی ہوتا ہے، کہ یہ عیسائی ہوں گے کیونکہ رہبانیت عیسائیوں نے اختیار کر لی تھی یہودی تو بڑے ظالم اور سفاک تھے یہودی تو آج تک نبیوں کے دشمن ہیں۔ اب یہودیوں نے ہندوؤں نے اور عیسائیوں نے کچھ گٹھ جوڑ کیا ہے مسلمانوں کے خلاف کہ ہمیں معاف کر دیا جائے۔ ہم نے نہیں قتل کیا عیسٰی علیہ السلام کو خیر یہودی مومن الرسول ہیں یہودی ہر نبی کی توہین کرتے ہیں۔ اپنے نبی کی توہین کی یہودیوں نے کسی نبی کے ساتھ لگاؤ اور گٹھ جوڑ نہیں رکھا سب سے بڑی بے ادب قوم دنیا میں یہودی ہے یاد رکھئے اس بات کو۔ عیسائیوں میں تم ہتب آ گیا تھا، رہبانیت، ترک دنیا کا فلسفہ ان پہ چھا گیا تھا، تو وہ بھی ایک راہب تھا جس نے اپنے گھر سے دور جا کر اپنا ایک جھونپڑا سا بنا لیا کچی مٹی کی خانقاہ بنا لی۔ وہاں اللہ کی عبادت کرتا ہوگا اپنے طریقے پر۔ ایک دن ماں نے بلایا "بیٹا ادھر آؤ، کام ہے"۔ تو صوفی تھے سمجھے ہیں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں، عبادت کر رہا ہوں، انھوں نے کہا "میں اس وقت نہیں آ سکتا۔ میں اللہ کے ذکر میں مصروف ہوں"۔ ماں کا دل نرم ہوتا ہے۔ میں پہلے بھی عرض کرتا رہا ہوں۔ کہ ماں کے دلوں کی خوشی حاصل کی جائے۔ سب سے بڑی دعاگو، ماں — سب سے بڑی خیر خواہ ماں، — باپ بھی ہے، لیکن ماں کی' مامتا مشہور ہے۔ باپ کی بپتا کسی نے نہیں کہا۔ اردو کا کیا محاورہ ہے؟ ماں کی مامتا، باپ کی باپتا تو کوئی نہیں کہتا نا بھائی! تو ماں کے دل میں اولاد کی بڑی محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ بڑے نازک بدن کی ایک مخلوق اپنے ہاں کتنی تکلیفیں برداشت کر کے ایک بچے کو جنم دیتی ہے۔ ماں خود موت پر پہنچتی ہے اور ایک بچے کو جنم دیتی ہے۔ اپنی موت قبول کرتی ہے۔ ایک انسان کی زندگی کے لئے۔ تو اس لئے ماں کے حقوق بھی بہت زیادہ ہیں۔ تو ماں نے بلایا۔ راہب صاحب نے کہا "میں اس وقت نہیں آتا، میں اللہ کی عبادت کر رہا ہوں"۔ ہمارے ہاں بھی بعض کچے قسم کے صوفیوں میں ایک بیماری ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو ایسی بیماریوں سے بچائے، نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر اباجی کی ڈاڑھی نہ ہو، تو اباجی کے ساتھ مذاق شروع کر دیتے ہیں۔ باپ پر تنقیدیں کرتے ہیں۔ ماں پر تنقیدیں کرتے ہیں۔ جہاں تک وعظ اور نصیحت کا تعلق ہے۔ اس میں ادب بھی ہونا چاہئے۔ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ لیجئے، اللہ کے نبی ہیں، باپ کو کیا کہا؟ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ دیکھئے "يٰۤاَبَتِ! اباجی! کتنے پیار سے کہا اباجی! ان کو کیوں پوجتے ہو، جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اباجی! میری بات کو مانو۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ اباجی شیطان کی عبادت نہ کیجئے بے شک شیطان اللہ کا نافرمان ہے۔ دیکھئے پہلے اباجی! کہا۔ یہ نہیں کہا "او آزر" یہ نہیں کہا۔ توبہ توبہ۔ ادب بتایا کہ نبی ہو کر بھی اپنے باپ کے ساتھ ادب یا نہ بات کی جائے۔ تو ہمارے ہاں بھی یہ قصہ رہتا ہے۔ ہم ذرا کچھ تھوڑا بہت پڑھ لیتے ہیں۔ تو پھر اباجی پر تنقیدیں کرتے ہیں۔ ماؤں پر تنقیدیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی ایسی تنقیدوں سے بچائے۔ ان کے لئے دعائے خیر کی جائے۔ ان کے پاؤں کو چوم کر کہا جائے، کہ اباجی نماز پڑھیں، امی جی نماز پڑھیں۔ یہ تو طریقہ ہے۔ نہ کہ باپ کو ستا رہا ہے۔ حدیثیں اور آیتیں سنائے، جیسے کہ یہ حاکم ہے۔ یا استاد ہے۔ اور وہ شاگرد ہے۔ بات کے ساتھ ادب سے بات کرو۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ۔ ان کے سامنے رحمت اور شفقت کے پروں کو بچھا دے۔ ماں کے گرد آلود پیروں میں بھی، میرے بزرگو! ہماری تو والدہ ہی فوت ہو چکی ہیں۔ اللہ ان کو جنت نصیب فرمائے۔ آپ میں سے جس کی ماں ہے تو یہی درخواست کروں گا، کہ ماؤں کے گرد آلود پاؤں کو چوما کرو۔ یہ سب عبادتوں سے بڑی عبادت ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی آئے۔ عرض کی کہ اللہ کے نبی! میں کس کے ساتھ زیادہ نیکی کروں، کس کے ساتھ زیادہ بھلائی کروں؟ کس سے زیادہ دعائیں لوں؟" فرمایا "ماں کے ساتھ۔" دیکھا؟ ماں کے پاس جاؤ، عرض کرتا ہے۔ حضورؐ میری ماں نہیں ہے"۔ فرمایا هَلْ لَكَ خَالَةٌ (تمہاری خالہ زندہ ہے؟) عرض کیا نَعَمْ (ہاں اللہ کے نبیؐ میری خالہ ہے) فرمایا فَبَرَّهَا فرمایا "خالہ کے پاس جاؤ، وہ بھی تو ماں ہے"۔

تو وہ جو تھے راہب انھوں نے ماں کی طرف توجہ نہ دی، عبادت میں مصروف رہے۔ ماں کا دل دکھا، ماں نے بددعا کر دی، عورتیں جب دعائیں کرتی ہیں، عورتوں کی بھی عجیب حالت ہے۔ گالیاں دینے پہ آئیں تو ایسی گالیاں دیتی ہیں جو کسی ڈکشنری میں نہ ہوں، اور دعائیں دینے پر آئیں، تو اتنی لمبی دعائیں دیتی ہیں۔ کہ فرشتے بھی لکھتے لکھتے تھک جاتے ہیں۔ اور جب بددعا پر آئیں تو ان کی پھر کوئی انتہا نہیں۔ میری بزرگ بہنیں بھی موجود ہوں گی، فرمایا يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا

اس کی تفسیر میں علما فرماتے ہیں کہ ماؤں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو بددعائیں دیتے وقت ذرا سوچ لیا کریں۔ کہ کل یہ بات پڑ گئی جو کچھ میں کہہ رہی ہوں۔ تو میرے دل پہ کیا گذرے گی؟ (باقی آئندہ)

---

## بقیہ: ضرورت حدیث

چالیس حدیثیں یاد ہو جاتی ہیں۔ اگر مہینے میں ایک حدیث یاد کرے تو چالیس مہینوں میں چالیس حدیثیں یاد ہو گئیں۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آج ہم مولویوں کو چالیس حدیثیں نہیں آتیں تو آپ پر کیا گلہ ہو سکتا ہے!

اللہ تعالٰی حدیث نبوت سے مجھے بھی اور آپ کو بھی روشناس فرمائے، اللہ ہماری کمزوریوں کو معاف فرما دے اللہ کتاب و سنت کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مخدومنا و مرشدنا حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے مجاز کا

# روح پرور اجتماع

مورخہ ۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹ر نومبر ۱۹۶۷ء بروز اتوار بعد نماز عشاء حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے کمرۂ خصوصی واقع جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں خلفائے کرام کا بابرکت اجلاس ہوا۔ چونکہ یہ حضرتؒ کے مجاز خلفاء کرام کا خصوصی اجتماع تھا۔ اس لئے کسی اور کو دورانِ کارروائی شرکت کی اجازت نہ تھی۔ بعد از اجلاس راقم الحروف کو حسبِ منشاء جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم و حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی مندرجہ ذیل کارروائی مرتب کرنے کی ہدایت ہوئی۔ (محمد عثمان غنی بی اے)

قاری غلام فرید صاحب نے تلاوت قرآن حکیم فرمائی۔ اس کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی نے خلفائے عظام کو ایک دوسرے سے متعارف کرایا اور پھر باضابطہ کارروائی شروع ہوئی۔

جناب صدر مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط:۔

مخدومنا و مرشدنا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کے حین حیات اکثر خدام و متوسلین کی خواہش اور پیہم اصرار پر "سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ" کی تنظیم بروئے کار آئی اور کچھ عرصہ تک ابتدائی کام جاری رہا۔ پھر حضرت شیخ التفسیرؒ موصوف کی مصروفیات روز بروز بڑھتی چلی گئیں اور عوارض جسمانی و پیرانہ سالی اور نامساعد حالات کی بناء پر تنظیم اپنے مقاصد کما حقہٗ پورے نہ کر سکی۔ لیکن اس مقصد کی تکمیل کا احساس ہر خیر خواہ جماعت کے دل میں پرورش پاتا رہا اور اکثر و بیشتر باہمی ملاقاتوں میں تنظیم جدید کی طرف ایک دوسرے کو توجہ دلاتے رہے۔ مگر كُلُّ شَيْءٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا۔ (ہر چیز اپنے وقت پر ہی سرانجام پاتی ہے) چنانچہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد احباب کی یہ خواہش کہ حضرتؒ کے خلفائے مجاز و متوسلین مل جل کر بیٹھیں اور آئندہ کے لئے اشاعت اسلام و خدمتِ دین کا کام منظم طور پر کرنے کا احساس دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ مگر افسوس جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے ملکی و ملی حالات نے پیش نہ جانے دی تا آنکہ اس سلسلہ میں حصہ لینے والے بعض سرگرم احباب قریب قریب مایوس ہو گئے ــــ آخر کار ستمبر ۱۹۶۷ء میں کوہاٹ میں حضرتؒ کے متوسلین نے ایک اجتماع کا اہتمام کیا جس میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہما العالی اور کئی دوسرے احباب بھی جمع ہوئے۔ اس موقع پر جماعت کے بعض مقامی و بیرونی ہمدردوں اور خیر خواہوں نے پھر سلسلہ جنبانی شروع کی۔ چنانچہ مذکورہ بالا بزرگوں اور دیگر سب متعلقین و متوسلین نے موجودہ انحطاط پذیر دَور میں تنظیم جدید کی ضرورت کو اور بھی زیادہ شدت سے محسوس کیا اور ان حضرات کی خواہش پر جناب حاجی بشیر احمد صاحب نے حضرتؒ کے خلفاء کرام کو خطوط ارسال کرے جس سلسلے میں مندرجہ ذیل خلفاء کرام شرکت کے لئے تشریف لا چکے ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد پسرور ضلع سیالکوٹ

۲۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ العالی نور مسجد ساہیوال (منٹگمری)

۳۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہ العالی میاں علی ضلع شیخوپورہ۔

۴۔ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب مدظلہ العالی بھریچانی سٹیشن سانگھی، ضلع سکھر (سندھ)

۵۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی جامعہ مدنیہ کیمبلپور

۶۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد گنبد والی جہلم۔

۷۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد پرانا خانیوال۔

۸۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم، لاہوری محلہ، شاہ پور چاکر ضلع سانگھڑ (سندھ)

۹۔ حضرت مولانا دوست محمد صاحب مدظلہ العالی جھنگ روڈ، فواں شہر، کبیر والا

۱۰۔ حضرت مولانا غلام قادر صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ۔ ملتان۔

۱۱۔ حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ العالی، سرائے تجارت گنج، ڈیرہ اسمٰعیلخاں۔

چونکہ صرف ایک ہفتہ قبل خطوط ارسال کئے گئے اور آگے رمضان المبارک بھی قریب آ گیا تھا اس لئے قرب و جوار کے بزرگ تشریف فرما ہو گئے۔ اُن کے علاوہ کچھ بزرگوں کے صحیح پتے معلوم نہ تھے اور کچھ اتنی دور دراز قیام پذیر تھے کہ ان تک اطلاع پہنچانا اور اُن کا اتنی جلدی تشریف لانا ناممکن تھا جیسے خلفِ اکبر حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مدظلہ العالی مہاجر مکی، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی مدظلہ العالی (بھارت)، حضرت مولانا قاری عبدالکریم صاحب ترکستانی مدظلہ العالی جو آج کل مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہیں، حضرت مولانا گل محمد صاحب مدظلہ العالی جو ایران میں مقیم ہیں۔ جانشین سلطان العارفین حضرت میاں عبدالہادی صاحب مدظلہ العالی آستانہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف (خان پور) جو اُن دنوں دورانِ سفر میں تھے۔ اُن کو اطلاع ہی نہ مل سکی۔ اسی طرح حضرت مولانا السید امین الحق صاحب مدظلہ العالی ڈسٹرکٹ خطیب شیخوپورہ اور حضرت مولانا عوض محمد صاحب مدظلہ العالی کوئٹہ اپنی علالت کی وجہ سے شرکت نہ فرما سکے اور انہوں نے عین موقع پر اطلاع بھجوا دی۔"

خلفائے عظام سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے خلافت کی اہمیت اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ نیز فرمایا:۔

"مگر عورتوں کو اس لئے نبوت عطا نہیں کی گئی کہ وہ خلقتاً و فطرتاً اس عظیم منصب کی متحمل نہ ہو سکتی تھیں۔ جیسا کہ باوجود نیکی، تقویٰ اور طہارت کے بھی اُمہات المومنین جیسی بلند شخصیتوں کو بھی نبوت نہ مل سکی۔ سو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اس بارِ گراں اور عظیم ذمہ داری کو نبھانے کے لئے مردوں ہی کو منتخب فرمایا۔ اور تبلیغ دین جیسا کٹھن فریضہ سونپ کر بصورت اثبات و کامیابی خلافت کا شرف

عطا فرمایا۔"

آپ نے فرمایا:۔

"کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دفنانے والے ایک نماز پڑھ کر جائیں اور دوسری نماز باجماعت کے وقت سے پہلے فارغ ہو کر آجائیں۔ یعنی سب سے بڑھ کر اہمیت نماز باجماعت کو ہے۔ کہ یہی دین کی بنیاد اور جڑ ہے۔ جماعت ہی میں فضیلت اور برکت ہے اور جماعت پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔"

نیز حضرت مدظلہ، نے فرمایا:۔

"کہ تمام خلفاء کرام کو چاہیئے کہ بڑھتے ہوئے الحاد و بے دینی کے پیشِ نظر خلق خدا کی ہمدردانہ خدمت کریں اور حکیمانہ تبلیغ کا شعار اختیار فرمائیں۔ خلقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمتِ دین مزید تندہی سے فرمائیں۔ اس راستے میں جیسی بھی مشکلات پیش آئیں اُن پر توجہ ہی نہ فرمائیں کیونکہ دین کی خاطر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم شاہِ دوجہاں سے بڑھ کر کسی کو ایذا و تکالیف نہیں آسکتیں۔ سو جو اُنؐ کے جتنا زیادہ قریب ہوگا، اُتنا ہی زیادہ آزمائش سے دوچار ہوگا۔ سو ہمارے اپنے ہادی و مرشد حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی مثال ہمارے سامنے ہے، ہمیں اُنؒ کی استوار کردہ راہ پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن رہنا چاہیئے۔ تاکہ حضرتؒ کا مشن کامیابی کے ساتھ جاری رہے۔"

حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی کی تجویز پر مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے:۔

(ا) حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے مجاز میں سے ہر ایک نے تقریباً اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وقتاً فوقتاً باہمی میل ملاپ اور تبادلۂ افکار و خیالات کے لئے مل بیٹھنے کا آئندہ بھی ضرور اہتمام کیا جائے۔

(ب) تمام خلفائے کرام اپنی اپنی جگہ حسب استعداد مقامی زبانوں میں باقاعدگی کے ساتھ درس قرآن مجید اور درسِ حدیث دیا کریں، نیز تزکیۂ نفس اور اصلاحِ رسوم کی کوشش کریں۔

(ج) اسلامی تعلیمات اور تصوف کی اقدار اُجاگر کرنے کے لئے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی ایک ماہوار جریدہ کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا۔

(د) طے پایا کہ اس قسم کے اجتماعات کے لئے لازماً اخراجات کی ضرورت پیش آئے گی لہٰذا فی الحال ہر ایک خلفائے مجاز کم از کم پچاس روپے سالانہ ضرور عنایت فرمائیں۔

(ر) طے پایا کہ تمام خلفائے کرام کا ہر چھ ماہ بعد اجتماع ہوا کرے۔

(س) حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کی بے شمار مصروفیات کے پیشِ نظر اور اُن کے کام میں ہاتھ بٹانے کی غرض سے چند حضرات کی ایک کمیٹی بنادی جائے جو ہفت روزہ "خدام الدین" اور انجمن کی موجودہ اور آئندہ کے اشاعتی، تبلیغی اور تنظیمی امور میں حضرت موصوف کی سرکردگی میں رہنمائی کرے۔

یہ روحانی اجتماع آدھی رات کے بعد دعا پر ختم ہوا۔

## دار العلوم حنفیہ چکوال کا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۷،۸،۹ رجون بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہو رہا ہے جس میں تنظیم اہلسنت کے راہنما اور دیگر اکابر علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں۔ احباب تاریخیں نوٹ فرمالیں۔

(مولانا) غلام حبیب، نقشبندی مہتمم دار العلوم حنفیہ چکوال۔

## تعارف

مدرسہ عربیہ اسلامیہ انجمن تعلیم القرآن رجسٹرڈ فیض آباد ٹھوکر چاون تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان زیر سرپرستی حضرت مولانا شیخ التفسیر الحدیث محمد عبد اللہ صاحب مدظلہ، عرصہ نو سال سے اپنے دینی تعلیمی فریضہ اور تبلیغی ذمہ داریوں کو تمام مغربی پاکستان خصوصاً علاقہ و مقامات تحصیل کبیر والہ میں باحسن وجوہ سرانجام دے رہا ہے۔

یہ ایک دینی و مذہبی ادارہ ہے جو پبلک فنڈ اور مخیر حضرات کے تعاون سے چل رہا ہے حقیقت واقعہ ہے کہ گو تند اور مخالف ہوائیں چلیں۔ مگر یہ چراغ روشن ہی رہا اور بفضل تعالیٰ اسی طرح اپنی روشنی اور ضیاء میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہی رہیگا۔ حکومت مغربی پاکستان نے مدرسہ کو ایک خیراتی ادارہ تسلیم کر لیا ہے۔ اس رقوم کو خادم اسلام جو مدرسہ کو دی جائے۔ انکم ٹیکس سے مستثنےٰ کر رہا ہے۔

حافظ محمد امیر عفی عنہ، مہتمم مدرسہ ہذا۔

## اعلان

شکر گڑھ کے اطراف میں سلسلۂ تعلیم القرآن کیلئے چند قاری صاحبان کی ضرورت ہے جو حافظ اور مستند قاری ہوں وہ بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ بات چیت کریں خوراک و رہائش اور مشاہرہ کا معقول انتظام کیا جائے گا۔

عبد الرحیم ناظم مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ۔

## صدمہ

مولانا محمد رمضان علویؒ خطیب جامع مسجد گلشن آباد (اکال گڑھ) راولپنڈی کے ماموں مورخہ ۶؍۱؍۶۸ کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم نہایت ہی نیک پابند صوم و صلوٰۃ اور برادری میں معزز بزرگ تھے احباب و قارئین مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

غمزدہ عزیز الرحمن خورشید بھیروی۔

## گمشدہ بچے کی تلاش

محمد رشید عمر ۹-۱۰ سال رنگ گورا ملیشیا کی سلوار قمیض اور سر پہ کپڑے کی ٹوپی ہے مورخہ ۵ دسمبر صبح محلہ پیر گیلانیاں سے موچی دروازے کی طرف گیا مگر واپس نہ پہنچا جس صاحب کو علم ہو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر یا پہنچا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ مسجد ست گراں عقب رحمت مارکیٹ۔ مؤذن محمد سیف الدین یا امام مسجد محلہ پیر گیلانیاں غلام محی الدین لاہور

## اعلان داخلہ قاری کلاس

طلباء تجوید و قرأت کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ مدرسہ معہد القرآن الکریم مانسہرہ ضلع ہزارہ میں مورخہ ۸ر جنوری ۶۸ء مطابق ۷ر شوال المکرم ۸۷ھ تا ۳۱ر جنوری ۶۸ء مطابق ۳۰ر شوال المکرم ۸۷ھ قاری کلاس کا داخلہ شروع ہے جس میں تجوید و قرأت کے علاوہ ترجمہ قرآن حکیم، حدیث شریف، فقہ، صرف و نحو عربی کا بھی خاطر خواہ طریقہ سے درس کا انتظام موجود ہے۔ ماہوار وظیفہ مبلغ تیس روپے دیا جاتا ہے گا۔

شرائط داخلہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ طالب علم حافظ قرآن ہو اور منزل پختہ ہو۔
۲۔ طالب علم مڈل پاس ہو۔
۳۔ عمر کم از کم سولہ سال ہو اور حسن کردار کا مالک ہو۔

شائقین طلباء جتنا جلد ممکن ہو سکے وقت پر داخلہ لینے کی سعی کریں۔

نوٹ: کورس تین سالہ ہے۔ البتہ داخل طلبہ کی استعداد دیکھ کر کورس میں کمی کی جا سکتی ہے۔

المشتہر

ماسٹر حبیب الرحمن سپرنٹنڈنٹ مدرسہ معہد القرآن الکریم مانسہرہ (ضلع ہزارہ)

# تعارف و تبصرہ،

نام کتاب :- فیوضاتِ حسینی المعروف بہ تحفۂ ابراہیمیہ -
ضخامت :- ۲۰۰ صفحات - سائز ۲۶×۲۰/۸
قیمت مجلد پانچ روپیہ -
ناشر :- ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ -

سید العارفین رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز اس دور کے ممتاز و منفرد عالم ربانی اور اولیائے کاملین میں سے ہوئے ہیں - آپ فانی التوحید اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے عارفِ کامل تھے - فیوضاتِ حسینی المعروف بہ تحفۂ ابراہیمیہ آپ ہی کی تالیف لطیف ہے جس میں حضرتؒ نے سلوک و تصوف اور حقائق و معارف کے اکثر مسائل نہایت ہی اختصار سے بیان کر دیئے ہیں - جن پر تربیت کا مدار ہے - اس رسالہ کا وہ حصہ جس میں ریاضات اور اعمال کا ذکر ہے وہ تو عوام کے لئے قابلِ فہم ہے - لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو دقیق ہیں - جیسے مسئلہ وحدۃ الوجود تو اس کی تشریح حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کی ہے جس سے عام اہلِ علم بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں - مزید تشریح حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے نہایت عمدگی کے ساتھ کتاب کے مقدمہ میں فرما دی ہے جس سے قارئین کتاب کو بے حد نفع ہوگا - اصل کتاب فارسی زبان میں ہے - حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی نے جہاں اس رسالہ کا مقدمہ لکھ کر علوم و معارف کے دریا بہائے ہیں وہاں حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل سوانحی خاکہ لکھ کر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے - اور اصل رسالہ کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے اس کی عمومی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں - موجودہ حیثیت میں یہ رسالہ رسالہ نہیں رہا بلکہ اس کی حیثیت مستقل کتاب کی بن گئی ہے جو نہایت دیدہ زیب ، حقائق و معارف سے لبریز اور سلسلۂ نقشبندیہ کے طریق سلوک کی رہبر کامل ہے - ہم اس کتاب کے پڑھنے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے فکر و نظر میں وسعت ، قلب و دماغ میں جلا اور للہیت اور روح کو سکون ابدی نصیب ہوگا ——— مولانا عبدالحمید صاحب سواتی نے اس کتاب کو یہ نیا رُوپ دے کر جہاں اپنے لئے توشۂ آخرت فراہم کیا ہے وہیں علمی حلقوں اور رہروان راہِ طریقت پر بھی احسان کیا ہے -

---

نام کتاب :- درس قرآن (تیسرا سالانہ مجموعہ)
تالیف :- حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہ -
مرتبہ :- عثمان غنی صاحب -
سائز ۳۰×۲۰/۱۶ کاغذ رف قیمت مجلد تین روپے پچاس پیسے علاوہ محصول ڈاک -
ناشر :- دار الارشاد کیمبل پور -

درس قرآن مجید کا تیسرا سالانہ مجموعہ شائع ہو گیا ہے - حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کا یہ درسِ قرآن "خدام الدین" کے ہر شمارے میں شائع ہوتا رہتا ہے - یہ مجموعہ درس قرآن سورۃ الاعراف سے سورۃ یونس تک کے مضامین پر مشتمل ہے - یہ سلسلہ درس شروع ہوئے تین برس کا عرصہ گذر چکا ہے اور محترم جناب خوشی محمد صاحب انجینئر I کے بنگلہ واقع جامن روڈ پر پولیس سٹیشن واہ کے قریب ہر ماہ کے آخری اتوار کو باقاعدگی سے ہوتا ہے - جس میں دور دور سے لوگ شامل ہوتے ہیں اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوتے ہیں - چنانچہ بہت سے واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ درس کی وجہ سے بہتوں کی کایا پلٹ ہو گئی ہے اور وہ گمراہی کی تاریکیوں سے ہدایت کی روشنی میں آ گئے ہیں - اس مجموعہ درس کے صفحہ (ب) پر واہ آرڈی نینس فیکٹری کے انچارج محترم میجر جنرل فضل مقیم صاحب ستارۂ پاکستان ، ستارۂ قائد اعظم ، تمغۂ جنگ کی رائے گرامی بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ یہ درس حد سے زیادہ مقبول ہے اور قاضی صاحب کی علمی و روحانی خدمات بار آور ہو رہی ہیں -

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب محترم کو جو علم و عمل کے پیکرِ مجسم ہیں تادیر سلامت رکھے اور یہ سلسلہ فیض تا ابد جاری رہے آمین ثم آمین -

---

## دعائے صحت

حضرت مولانا تاج محمود صاحب ایڈیٹر "لولاک" لائل پور تقریباً ایک سال سے بلڈ پریشر کے مریض ہیں اور آج کل میو ہسپتال لاہور کے ساؤتھ وارڈ میں زیر علاج ہیں - ادارہ "خدام الدین" دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو صحت کاملہ عطا فرمائے - آمین

قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ حضرت مولانا کی صحت و عافیت کے لئے خلوصِ قلب سے دعا فرمائیں -

**اعلان** - مدرسہ عربیہ سراج المدارس بیادگار مفتیٔ سرگودھا محمد شفیع صاحب مرحوم جس کا ناظم و صدر مدرس مولانا ثناء اللہ صاحب فارغ التحصیل جامعہ عربیہ سراج السلام سرگودھا کو مقرر کر دیا گیا ہے کا داخلہ دس شوال سے شروع ہے تشنگانِ علوم دینیہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جلد از جلد داخلہ کروائیں کہیں عدم گنجائش کی وجہ سے داخلہ پورا نہ ہو جائے -

خط و کتابت کا پتہ = قاری ثناء اللہ ناظم مدرسہ عربیہ سراج المدارس گنجال شر قائد آباد تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

---

## ڈھاکہ میں
## مجلس مذاکرہ تعلیم القرآن کا انعقاد

تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ کے زیر اہتمام ۲۱ر ۲۲ر ۲۳ر فروری کو تعلیم القرآن کے زیر عنوان مجلس مذاکرہ منعقد ہو رہی ہے جس میں پاکستان بھر کے جید علماء کرام اور مفکرین شرکت فرما رہے ہیں مغربی پاکستان سے شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی جامعہ اسلامیہ بہاولپور، حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور اور مولانا مجاہد الحسینی ناظم ادارہ صوت الاسلام لائلپور کو دعوت نامے موصول ہو گئے ہیں - دیگر حضرات کی شرکت کی بھی توقع ہے - اس مجلس مذاکرہ میں پڑھے جانے والے مقالات مختلف زبانوں میں شائع کرنے کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے

---

### بقیہ: حقیقی علم کیا ہے؟

پر ایمان لاتے اور انہیں سچا تسلیم کیا۔ بس پھر جو آپ فرماتے اسی کو علم سمجھتے۔ اس کے ماسوا کو جہل۔

وحی الٰہی کے علاوہ ظن، تخمین اور اندازہ ہوتا ہے۔ علم نہیں۔ علم صرف وحی ہی ہے۔

عزیز طلبہ! آپ قرآن کو اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ بس یہی حقیقی علم ہے۔ اسی کی طلب چاہیے۔ باقی علوم آپ حاصل ضرور کریں مگر ان سے متاثر اور مرعوب نہ ہونا۔ انہیں حقیقی علم نہ سمجھنا۔ حقیقی علم صرف علم وحی کو سمجھو۔

آخر میں میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کو ایسے بزرگ کی صحبت اور ان سے استفادہ کا موقعہ ملا ہے جو اپنے عظیم باپ کی طرح دینی خدمات میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ واقعی خوش قسمت ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

### بقیہ: اچھے بُرے کی پہچان

اس کا شمار بہترین لوگوں میں ہو۔

اگر لوگ ایک دوسرے کو ستانا چھوڑ دیں، غیبت اور چغل خوری سے اجتناب کرنے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ تو امن و امان ہوگا، لوگوں کی عزت محفوظ ہوگی، جان محفوظ ہوگی اور یہ خطہ جنّت کا ایک حصّہ بن جائے گا۔

### بقیہ: ارشاداتِ مجالس ذکر

دروازے سے بھیک مانگ کر کھاتے ہیں کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے نہ کسی سے تنخواہ لیتے ہیں۔

غرض اللہ والے وہ ہیں جنہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے جو کتاب و سنت کے عامل ہوتے ہیں اور ان کی صحبت میں رہ کر دین کا رنگ چڑھتا ہے۔ رنگ کتاب و سنت ہی کا ہوتا ہے (صبغۃ اللہ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اپنی امت میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہوگے گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب

اور اس کے رسولؐ کی سنت ہے۔

غرض وہ صفات جو اس وقت وہباً اور مفت حاصل ہوتی تھیں آج کسباً اور محنت سے حاصل ہوتی ہیں اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

## داخلے

● مدرسہ تجوید القرآن جامع مسجد حق نواز خاں بنوں میں داخلہ شروع ہو گیا ہے۔ داخلہ ۲۵ شوال المکرم تک جاری رہیگا۔ حفظ کے علاوہ اردو لکھائی پڑھائی بھی ہوتی ہے۔ قاری حضرت گل
مہتمم مدرسہ تجوید القرآن بنوں

● مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادّو کا داخلہ ۵ شوال سے شروع ہو رہا ہے۔ درجہ عُلیا کے طلباء داخلہ کی کوشش کریں۔ محمد عبد الجلیل ناظم
چوہدری شوکت علی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادّو

● مدرسہ جامع حنفیہ تعلیم القرآن والحدیث شاہی جامعہ مسجد کہروڑ پکا کا داخلہ ۲۵ شوال تک جاری رہے گا۔ امسال داخلہ محدود ہوگا
محمد عمر ناظم مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن والحدیث۔ کہروڑ پکا

● دار العلوم حنفیہ کے تمام شعبہ جات میں داخلہ شروع ہو چکا ہے۔ (مولانا) غلام حبیب مہتمم دار العلوم حنفیہ چکوال (جہلم)

### مفت

رسالہ شمع ہدایت جس میں نماز کے مسائل فقہ حنفی کی روشنی میں درج ہیں۔ ڈاک خرچ کے لئے صرف سات پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں۔

عبد الجلیل صواتی کوارٹر ۱۲/۵۳ نزد مدینہ مسجد کوئلہ گودام۔ بہار کالونی کراچی



### ضروری اطلاع

واہ کینٹ میں جو درس قرآن مجید ہر انگریزی ماہ کے آخری اتوار ہوتا ہے یہ درس بنگلہ ۱۵۔ جناح اسٹریٹ میں ہوتا ہے۔ باہر سے تشریف لانے والے بوقت ضرورت یہ یاد رکھیں کہ یہ بنگلہ پولیس اسٹیشن کے بالکل قریب بائیں جانب واقع ہے جس میں الحاج خوشی محمد صاحب رہتے ہیں۔

خدام الدین کا تازہ پرچہ
سہنہ تحصیل کھاریاں میں صوفی محمد دین سے ہر بدھ کو حاصل کریں۔



### طلبہ علوم اسلامی کے لئے مژدہ

انجمن دار العلوم الشہابیہ شہر سیالکوٹ کے زیر اہتمام علوم اسلامی کی ترویج و اشاعت کیلئے ایک خاص شعبہ "مدرسہ علوم اسلامی" کے نام سے قائم ہے جس کا نصاب چار حصوں میں منقسم ہے۔ درجہ عالی۔ درجہ ثانوی۔ درجہ فضیلت اور درجہ تکمیل۔ پہلے تین درجوں کیلئے ایسا نصاب مقرر ہے جس کی تکمیل کے بعد طلبہ پنجاب یونیورسٹی کے ہر سہ مجوزہ عربی امتحان پاس کرنے کی پوری قابلیت حاصل کر لیتے ہیں۔ فی الحال پہلے تین درجوں کا داخلہ شروع ہے۔ خواہشمند طلبہ فوراً اپنی درخواستیں بھیجیں یا بذات خود حاضر ہو کر جملہ کوائف معلوم کریں۔ بیرونی طلبہ کی رہائش اور خوراک کا معقول انتظام ہوگا

المشتہر
حکیم شیخ محمد عبد الواحد ناظم شعبہ نشر و اشاعت و مدرسہ علوم اسلامی انجمن دار العلوم الشہابیہ زنگپورہ روڈ شہر سیالکوٹ

بچوں کا صفحہ

# حقیقی علم کیا ہے؟

مدرسہ امینیہ کے شیخ الحدیث اور جامعہ مدنیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہ کے والد ماجد حضرت علامہ مفتی سید محمد میاں صاحب مدظلہم العالی چند دن کے لئے لاہور تشریف لائے تو جانشین شیخ التفسیر رح حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب انور مدظلہم نے آپ کو شرکاءِ دورۂ تفسیر سے خطاب فرمانے کے لئے مدعو کیا۔ آپ نے وہاں جو تقریر فرمائی اسے ضبط کرکے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ غلطیوں کا انتساب بندہ کی طرف کیا جائے۔

(حبیب الرحمٰن اشرف)

اکابر کی جگہ پر حاضر ہونا باعثِ سعادت ہے۔ مجھے یہاں حاضر ہو کر بہت مسرت ہوئی۔ آپ حضرات نے یہاں جو معلومات حاصل کیں۔ اگرچہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ معلومات کیا ہیں؟ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ معلومات یقیناً بنیادی اور قیمتی ہوں گی۔ اس سلسلہ میں میری لب کشائی بے محل ہوگی۔ میں اس وقت مطالب و معانیٔ قرآن سے ہٹ کر ایک بات ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ علم کیا ہے؟ قرآن پاک نے علم کس چیز کو قرار دیا ہے؟ اور حقیقت و واقعات کے لحاظ سے علم کیا ہے؟ آج کل علم اس کو کہتے ہیں جو یورپ پیش کرتا ہے۔ سائنس، انجنیئرنگ، ڈاکٹری اور وکالت وغیرہ کو علم سمجھا جاتا ہے۔ اور ہمیں یقین بھی ہوتا ہے کہ یہی علوم پختہ اور صحیح ہیں۔ انہی کے اوپر اعتماد کرتے ہیں اور اسی اعتماد کی بناء پر ہم علوم نقلیہ کو بسا اوقات علم ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اوہام کا درجہ دیتے ہیں۔ انہی سے ہم مرعوب و متاثر ہوتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سائنس وغیرہ تجربات کے ایک سلسلہ کا نام ہے۔ ذہنوں میں ایک چیز ابھری تجربے نے اس کی تصدیق کی۔ ان سے کچھ اصول بنے، پھر انہی کو صحیح علم قرار دینے لگے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سائنس جس چیز کو آج علم قرار دیتی ہے خود اپنی تحقیق کی رو سے کل اسے جہل قرار دینے لگتی ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ایک بہت واضح اور کھلی ہوئی مثال اس آسمان اور زمین کی ہے جو نوع انسان کے ہر فرد کی نگاہوں کے سامنے اس

کے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک رہتے ہیں۔ میں یہ نہیں عرض کر رہا کہ آسمان و زمین کی حقیقت کے بارے میں سائنس کے تصورات کیا کیا ہوئے۔ میں نہایت ہی واضح چیز پیش کر رہا ہوں۔ وہ یہ کہ ان میں سے متحرک کون ہے؟ اس بارہ میں اساتذہ اور محققین سائنس کے نظریات ایک دوسرے کو جہل و حماقت قرار دیتے ہیں۔

یہی فلاسفہ اور اساتذہ سائنس یقین کیا کرتے تھے اور یقین بھی ان کا ایک بدیہی یقین تھا جس کا مدار مشاہدہ کے کے اوپر تھا کہ آسمان گھومتا ہے، چاند و سورج چکر کاٹتے ہیں۔ زمین ساکن ہے۔ اس میں ذرا حرکت پیدا ہو تو بھونچال آ جائے۔ ہزاروں سال تک علماء و فضلاءِ سائنس کو اسی کا یقین رہا۔ اور اسی یقین کی عینک سے انہوں نے چاند، سورج اور مریخ و مشتری جیسے ستاروں کو دیکھا۔ اس یقین میں تعظیم و احترام کی بھی آمیزش ہوئی۔ یہاں تک کہ ان کے ساتھ وہ تصورات بھی قائم کئے گئے جو کسی معبود کے ساتھ قائم کئے جا سکتے ہیں۔ ان کو کائنات کے اندر موثر مانا گیا۔ پھر نجوم اور رمل وغیرہ کے بہت سے فنون اسی تصور کی بنیاد پر قائم کئے گئے کہ چاند و سورج اور دوسرے تارے گھومتے ہیں اور اپنے اپنے برجوں میں پہنچ کر نئے نئے اثرات ڈالتے ہیں۔ ان کی تاثیرات سے متعلق تصانیف مرتب ہوئیں۔ علوم مدون کئے گئے۔ اور صدیوں تک انہی کو علوم قرار دیا گیا۔ یورپ کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں تھی۔ ایشیا کے بڑے بڑے مرکز جو علم کی سلطنتوں میں فرمانروا رہے وہ سب اسی

پر متفق تھے کہ زمین ساکن ہے، آسمان اور تارے گردش میں ہیں جو اپنے تاثرات پیدا کرتے ہیں۔ لیکن انہی فلاسفہ کے شاگرد در شاگرد ان تمام علوم کو محض اوہام ہی نہیں بلکہ حماقت قرار دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ عبرت آموز واقعہ کیا ہو سکتا ہے کہ جن کے آستانوں پر ہماری پیشانیاں عظمتِ سلسلۂ حکمت و دانش میں سجدہ ریز ہوا کرتی تھیں آج ان کو جاہل، احمق اور برخود غلط قرار دیا جا رہا ہے۔ ان تمام علوم کا مدار مشاہدے پر تھا۔ مشاہدہ کو سب سے زیادہ پختہ اور یقینی مانا جاتا ہے مگر ہم اس کا شکوہ کس سے کریں کہ اسی مشاہدہ نے ہمیں ہزاروں برس تک نہایت افسوسناک دھوکے میں رکھا۔ ہم اسی مشاہدے کی بناء پر متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک سمجھتے رہے۔ ع

وائے برما و بر علم ما و بر مشاہدۂ ما

تو وہ مشاہدات، خیالات اور تجربات کہ جن کی مستقبل تکذیب کرتا رہا ہے۔ کسی طرح بھی "علم" نہیں کہلائے جا سکتے۔ قرآن میں ہے وما لھم بہ من علم ان یتبعون الا الظن (پ ۲۵ س جاثیہ ع ۳) یعنی ان کے پاس کوئی بھی علم نہیں یہ لوگ تو صرف اٹکل پر چل رہے ہیں۔

حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالٰے نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سکھایا ہے۔ انسان ازخود اس بات کو ہرگز نہیں پا سکتا تھا کہ ملائکہ ہیں یا نہیں، قیامت آئیگی یا نہیں آئے گی وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالٰے کا احسان ہے کہ ہمیں یہ باتیں انبیاء کے ذریعہ بتلا دیں۔

تو حقیقی علم صرف اور صرف "وحی" ہے۔ اس کے ماسوا سراسر جہل ہے۔ مگر افسوس ہمیں اس کا یقین نہیں آتا۔ ہم آج تجربات کے علم ہونے پر یقین رکھتے ہیں مگر وحی و کتاب کو علم یقین نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پورا یقین تھا کہ علم محض وحی ہے۔

حضرت صدیق رضؓ و فاروق رضؓ نزولِ وحی سے قبل قتل وغیرہ کے مقدمات کے فیصلے کرتے۔ اور صحابہؓ میں سے کوئی امیر حج تھا، کوئی سفارت کے فرائض انجام دیتا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کام بغیر مہارت اور علم کے نہیں ہو سکتے۔ وہ ان کاموں کو بخوبی انجام دیتے۔ ان کے پاس اس زمانہ کے لحاظ سے پورا علم تھا مگر جب آنحضرت

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل ۔
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ /۲۴۸ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/ ۶۷۹ -۲- ۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM ۲/ ۴۰- ۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء




## عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

### ھدیہ

| مجلد قسم اوّل | مجلد قسم دوم | مجلد قسم سوم |
|---|---|---|
| آفسٹ پیپر | کرنافلی سفید کاغذ | مکینیکل گلیز کاغذ |
| | -/۱۲ روپے | -/۹ روپے |

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن: ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

---



فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا